قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیْمٌ (آل عمران: 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر۔ ابو سعید

Online Edition

ہفتہ 04 دسمبر 2021ء | 28 ربیع الثانی 1443 ہجری قمری | 04 فتح 1400 ہجری شمسی | جلد:3 | شمارہ:288

فرمانِ رسول ﷺ

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ کسی چیز میں جتنا بھی رِفق اور نرمی ہو اُتنا ہی یہ اُس کے لئے زینت کا موجب بن جاتا ہے۔ اُس میں خوبصورتی پیدا ہوتی ہے اور جس سے رفق اور نرمی چھین لی جائے وہ اتنی ہی بدنما ہو جاتی ہے۔

(صحیح مسلم، کتاب البر والصلۃ والآداب باب فضل الرفق حدیث نمبر2066)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحاتِ قلم

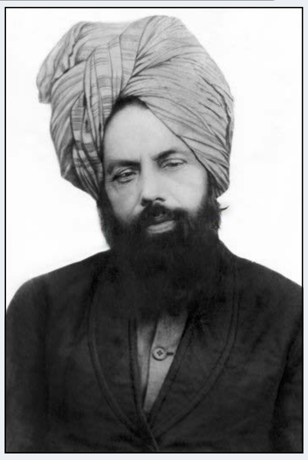

بے جا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’اس جماعت کو تیار کرنے سے غرض یہی ہے کہ زبان، کان، آنکھ اور ہر ایک عضو میں تقویٰ سرایت کر جاوے۔تقویٰ کا نُور اس کے اندر اور باہر ہو۔ اخلاق حسنہ کا اعلیٰ نمونہ ہو۔ اور بیجا غصہ اور غضب وغیرہ بالکل نہ ہو۔ مَیں نے دیکھا ہے کہ جماعت کے اکثر لوگوں میں غصّہ کا نقص اب تک موجود ہے تھوڑی تھوڑی سی بات پر کینہ اور بُغض پیدا ہو جاتا ہے۔ اور آپس میں لڑ جھگڑ پڑتے ہیں۔ ایسے لوگوں کا جماعت میں سے کچھ حصہ نہیں ہوتا۔ اور مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اس میں کیا دقت پیش آتی ہے کہ اگر کوئی گالی دے تو دُوسرا چپ کر رہے اور اس کا جواب نہ دے۔ ہر ایک جماعت کی اصلاح اوّل اخلاق سے شروع ہوا کرتی ہے۔ چاہیئے کہ ابتدا میں صبر سے تربیت میں ترقی کرے اور سب سے عمدہ ترکیب یہ ہے کہ اگر کوئی بدگوئی کرے تو اس کے لئے دردِ دل سے دُعا کرے کہ اللہ تعالےٰ اس کی اصلاح کر دیوے۔ اور دل میں کینہ کو ہرگز نہ بڑھاوے۔۔۔ خدا تعالےٰ ہرگز پسند نہیں کرتا کہ حلم اور صبر اور عفو جو کہ عمدہ صفات ہیں ان کی جگہ درندگی ہو۔ اگر تم ان صفات حسنہ میں ترقی کرو گے تو بہت جلد خدا تک پہنچ جاؤ گے۔‘‘

(ملفوظات جلد 7 صفحہ 127-128 ایڈیشن 1984ء)

خدا تعالیٰ کی ستاری کا شیوہ اختیار کرو

حضرت مولوی عبد الکریم صاحب سیالکوٹیؓ فرماتے ہیں:

ایک عورت نے حضرت مسیح موعود کے گھر سے کچھ چاول چرائے، چور کا دل نہیں ہوتا اس لئے اس کے اعضاء میں غیر معمولی قسم کی بیتابی اور اس کا ادھر ادھر دیکھنا بھی خاص وضع کا ہوتا ہے۔یعنی وہ چوری کر لے تو اس کے ایکشنز(Actions)اورطرح کے ہو جاتے ہیں۔ کسی دوسرے تیز نظر نے تاڑ لیا اور پکڑ لیا۔ وہ وہاں موجود تھا۔ اس کی تیز نظر تھی اس کو شک ہوا کہ ضرور کوئی گڑبڑ ہے اور شور پڑ گیا۔ اس کی بغل میں سے کوئی پندرہ سیر کے قریب چاولوں کی گٹھڑی نکلی اور اس کو ملامت اور پھٹکار شروع ہو گئی۔حضرت مسیح موعود بھی کسی وجہ سے ادھر تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا واقعہ ہے تو لوگوں نے یہ بتایا تو فرمایا:

’’محتاج ہے کچھ تھوڑے سے اسے دے دو اور فضیحت نہ کرو اور خدا تعالیٰ کی ستّاری کا شیوہ اختیار کرو۔‘‘

(ماخوذ از سیرت حضرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی صاحب عرفانیؓ جلد اول صفحہ 101)

ارشادِ باری تعالیٰ

وَلَا تُطِعْ کُلَّ حَلَّافٍ مَّھِیْنٍ ﴿۱۱﴾ ھَمَّازٍ مَّشَّآءٍۭ بِنَمِیْمٍ ﴿۱۲﴾ مَّنَّاعٍ لِّلْخَیْرِ مُعْتَدٍ اَثِیْمٍ ﴿۱۳﴾ عُتُلٍّۭ بَعْدَ ذٰلِکَ زَنِیْمٍ ﴿۱۴﴾ اَنْ کَانَ ذَا مَالٍ وَّ بَنِیْنَ ﴿۱۵﴾

(القلم: 11-15)

ترجمہ: اور تُو ہرگز کسی بڑھ بڑھ کر قسمیں کھانے والے ذلیل شخص کی بات نہ مان۔ (جو) سخت عیب جو (اور) چغلیاں کرتے ہوئے بکثرت چلنے والا ہے۔ (جو) بھلائی سے بہت روکنے والا، حد سے تجاوز کرنے والا (اور) سخت گنہگار ہے۔ بہت سخت گیر۔ اس کے علاوہ ولد الحرام ہے۔ (کیا محض اس لئے اکڑتا ہے) کہ وہ دولت مند اور (بڑی) آل اولاد والا ہے۔

فرمان خلیفہ وقت

حضرت امیر المؤمنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

’’جیسا کہ مَیں پہلے بھی بتا آیا ہوں کہ یہاں مختلف ملکوں اور معاشروں اور مزاجوں کے کارکنان ہیں لیکن آپ سب نے آپس میں ایک ہو کر کام کرنا ہے۔ آپس میں پیار محبت اور قربانی کے اعلیٰ نمونے دکھانے ہیں۔ بعض دفعہ بعض نوجوان جو زیادہ جوشیلی طبیعت کے مالک ہوتے ہیں ذرا سی بات پر جوش میں آ جاتے ہیں اور جھگڑ کر نہ صرف فضا کو مکدر کر رہے ہوتے ہیں بلکہ ساتھ ہی دوسروں پر، غیروں پر، دیکھنے والوں پر بھی جماعت کا اچھا اثر قائم نہیں کر رہے ہوتے۔ اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ جہاں بھی آپ خدمت کر رہے ہیں وہاں بعض عملہ یا کام کرنے والے غیر از جماعت یا غیر مسلم بھی ہوتے ہیں مثلاً لنگر خانوں وغیرہ میں آپ مزدوروں کو کسی قسم کی غلط حرکت کر کے غلط تاثر دے رہے ہوں گے۔ پس اس سے بھی بچیں۔ کچھ عرصے کی بات ہے مجھے ایک نوجوان نے لکھا کہ 1991ء میں آپ کی یہاں ڈیوٹی تھی، یعنی میری یہاں ڈیوٹی تھی۔ اُس وقت مَیں نے لنگر خانہ نمبر1 میں بطور نائب ناظم کے لنگر میں ڈیوٹی دی تھی۔ اس لڑکے کی بھی یہاں ڈیوٹی تھی یہیں قادیان انڈیا کے رہنے والے تھے۔ اس لڑکے نے کہا کہ اسے غصہ آ گیا اور وہ کہتا ہے کہ مَیں نے ایسے الفاظ کہے جس سے پاکستانی معاونین اور کام کرنے والے، ڈیوٹی دینے والے جو آئے ہوئے تھے، ان کے خلاف غصے کا اظہار ہوتا تھا۔ تو مجھے اس نوجوان نے لکھا کہ اس وقت مَیں بالکل نوجوانی کی عمر میں تھا۔ اس لئے غصہ بھی زیادہ آتا تھا تو آپ نے مجھے دیکھا اور اس بات پر کچھ نہیں کہا اور مسکرا دیئے۔ اور میرے دوبارہ یا تیسری مرتبہ کہنے پر میرے کندھے پر ہاتھ رکھا اور پیار سے سمجھایا کہ ہم کس طرح ڈیوٹی دیں گے؟ ہم کون ہیں؟ اس نوجوان پر اثر ہوا ہو گا تو اس نے یہ بات آج تک یاد رکھی ہے ورنہ اس وقت میں نائب ناظم کی حیثیت سے اس کی سرزنش کرتا یا شکایت کرتا یا پاکستانی جو دوسرے معاونین تھے ان کے غصے کو بھڑکنے دیتا تو صرف نفرتیں بڑھتیں اور کچھ بھی نہ ہوتا۔ تو یہ بات اس نے بارہ تیرہ سال یاد رکھی ہے اور اب مجھے لکھی ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 23/ دسمبر 2005ء۔مطبوعہ الفضل انٹرنیشنل 13تا19 جنوری 2006ء صفحہ 6۔7)

اس شمارہ میں

- غم عشق کے مارے (نظم)
- ’’اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا‘‘
- اسلام میں حیات آخرت کا تصور
- چقندر

دربارِ خلافت

متقی بننے کی فکر کرو (حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مزید فرماتے ہیں:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:

’’ہر قسم کے حسد، کینہ، بغض، غیبت اور کبر اور رعونت اور فسق وفجور کی ظاہری اور باطنی راہوں اور کسل اور غفلت سے بچو اور خوب یاد رکھو کہ انجام کار ہمیشہ متقیوں کا ہوتا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَالۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (الاعراف:129) اس لیے متقی بننے کی فکر کرو۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم صفحہ 212 ایڈیشن 2003ء)

پس یہ ماحول جو جلسے کا ہمیں مل رہا ہے اس سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے ہم میں سے ہر ایک کو اپنی برائیوں پر نظر رکھتے ہوئے ہر قسم کی برائیوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہئے اور ہر قسم کی نیکیوں کو اختیار کرنے کی طرف بھرپور توجہ دینی چاہئے تا کہ ہم اُس انجام کو حاصل کرنے والے ہوں جو ہمیں کامیابی سے اللہ تعالیٰ کی رضا کو حاصل کرنے والا بنا دے۔ اور پھر اللہ تعالیٰ نے صرف انفرادی انجام پر ہی بس نہیں کی بلکہ افرادِ جماعت کی جتنی بڑی تعداد ایک کوشش کے ساتھ نیکیوں کو اختیار کرنے اور تقویٰ پر چلنے کی کوشش کرے گی من حیث الجماعت بھی جماعت پر اللہ تعالیٰ کے فضلوں کی بارش میں اضافہ ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل بڑھتے چلے جائیں گے۔ اور وہ وعدے جو خدا تعالیٰ نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے فرمائے ہیں اُنہیں اپنی زندگیوں میں ہم پورا ہوتا دیکھیں گے۔ یقیناً یہ خدا تعالیٰ کا وعدہ ہے، حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے بھی یہ وعدہ ہے جیسا کہ اپنی سنت کے مطابق خدا تعالیٰ تمام انبیاء سے وعدہ فرماتا ہے کہ کَتَبَ اللّٰہُ لَاَغۡلِبَنَّ اَنَا وَرُسُلِیۡ (المجادلہ:22) اللہ تعالیٰ نے یہ فیصلہ کر دیا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے۔ پس غلبۂ احمدیت اور غلبۂ اسلام تو ہونا ہی ہے لیکن اگر ہم تقویٰ پر ترقی کرنے والے ہوئے تو ہم اپنی زندگیوں میں ان شاء اللہ تعالیٰ ان ترقیات اور غلبہ کو دیکھنے والے ہوں گے۔ یہ انجام جو جماعت کا مقدر ہے اس کی شان ان شاء اللہ ہم خود دیکھیں گے۔ پس اس شان کو دیکھنے کے لئے، اس غلبے کو دیکھنے کے لئے اپنے تقویٰ کو، تقویٰ کے معیار کو بلند تر کرتے چلے جانے کی کوشش ہر احمدی کو کرتے رہنا چاہئے۔

جماعتی ترقی اور انجام کے بارے میں اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ:

’’یہ بھی یاد رکھنے کے لائق ہے کہ حکم خواتیم پر ہے‘‘۔ یعنی جو انجام ہے۔ ’’خدا تعالیٰ نے بھی یہی فرمایا ہے کہ اَلۡعَاقِبَۃُ لِلۡمُتَّقِیۡنَ (الاعراف:129)‘‘۔ فرمایا کہ ’’سنت اللہ اسی طور پر جاری ہے کہ صادق لوگ اپنے انجام سے شناخت کئے جاتے ہیں‘‘۔ آپ فرماتے ہیں۔ ’’اوائل میں نبیوں پر ایسے سخت زلازل آئے کہ مدتوں تک کوئی صورت کامیابی کی دکھلائی نہ دی اور پھر انجام کار نسیم نصرتِ الٰہی کا چلنا شروع ہوا‘‘۔ اپنی جماعت کی ترقی کے بارے میں آپ نے اس انجام اور الٰہی بشارتوں کا ذکر اس طرح فرمایا ہے، فرماتے ہیں: ’’مواعید صادقہ حضرت احدیت سے بشارتیں پاتا ہوں‘‘۔ یعنی کہ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے سچے وعدوں کی خوشخبریاں پا رہا ہوں۔ ’’تو میرا غم و درد بالکل دور ہو جاتا ہے اور اس بات پر تازہ ایمان آتا ہے۔‘‘

(مکتوبات احمد جلد دوم صفحہ 62-63 مکتوب بنام حضرت حکیم مولوی نور الدین صاحبؓ شائع کردہ نظارت اشاعت)

یعنی جماعت کی ترقی کے انجام پر آپ کو خبریں اللہ تعالیٰ دیتا ہے تو فرماتے ہیں میرا ایمان تازہ ہوتا ہے۔ پھر آپ فرماتے ہیں: ’’مجھے تو خوشبو آتی ہے کہ آخر کار فتح ہماری ہے‘‘۔ (ان شاء اللہ)

(البدر جلد 1 نمبر 3 مؤرخہ 14 نومبر 1902ء صفحہ 20)

پس یہ ترقی اور فتح تو جماعت احمدیہ کا مقدر ہے۔ ہمیں اس ترقی کا حصہ بننے کے لئے اپنے تقویٰ کے معیار اونچے کرنے کی ضرورت ہے۔

(خطبہ جمعہ 06 جولائی 2012ء بحوالہ الاسلام ویب سائٹ)

غمِ عشق کے مارے

اس شہر خرابی میں غم عشق کے مارے
زندہ ہیں، یہی بات بڑی بات ہے پیارے!

یہ ہنستا ہوا چاند، یہ پُرنور ستارے
تابندہ و پائندہ ہیں ذروں کے سہارے

حسرت ہے کوئی غنچہ ہمیں پیار سے دیکھے
ارماں ہے کوئی پھول ہمیں دل سے پکارے

ہر صبح مری صبح پہ روتی رہی شبنم
ہر رات مری رات پہ ہنستے رہے تارے

کچھ اور بھی ہیں کام ہمیں، اے غمِ جاناں!
کب تک کوئی الجھی ہوئی زلفوں کو سنوارے

حبیب جالب

آج کی دعا

وَاجۡعَلۡ اَفۡـئِدَۃً کَثِیۡرَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھۡوِیۡۤ اِلَیَّ

(تذکرہ صفحہ نمبر 660 ایڈیشن چہارم)

ترجمہ: یعنی انسانوں کے بہت سے دلوں کو میری طرف جھکا دے۔

یہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ کا الہام ہے۔

ہمارے پیارے آقا سیّدنا حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:

وَاجۡعَلۡ اَفۡـئِدَۃً کَثِیۡرَۃً مِّنَ النَّاسِ تَھۡوِیۡۤ اِلَیَّ

یعنی انسانوں کے بہت سے دلوں کو میری طرف جھکا دے۔

یہ ایک الہام تھا۔ آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ایک بشارت ہے سلسلہ کی ترقی کے متعلق۔

(خطبہ جمعہ 10/ ستمبر 2010ء)

مرسلہ: مریم رحمٰن

اداریہ

”اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا“

(سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز)

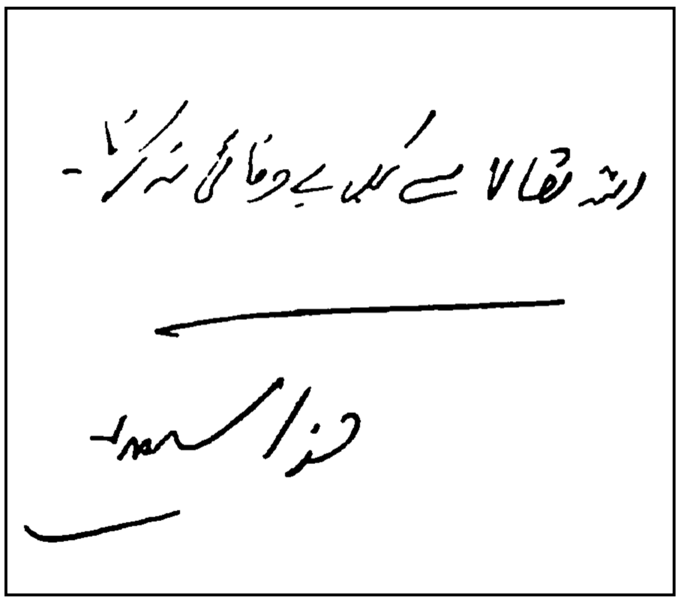

نوٹ از ایڈیٹر: یہ آرٹیکل بعد از ملاحظہ، دعا اور اجازت اشاعت حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ شامل اخبار الفضل آن لائن کیا جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے اور بہت سوں کے لئے فائدہ کا موجب بنائے۔ آمین

آج میں نے ڈیوائس کا مثبت استعمال کرتے ہوئے اپنے آئی پیڈ پر سورۃ الرحمٰن کی تلاوت مع ترجمہ لگائی یقین جانئے اللہ تعالیٰ (جو رحمٰن یعنی، بِن مانگے دینے والا ہے) کی قدرت کے حسین نظاروں اور بنی نوع انسان کو اس کی عطا ہونے والی نعمتوں اور عنایات کی تفصیل سن کر دل اللہ تعالیٰ کی حمد سے معمور ہوگیا۔ جوں جوں مضمون آگے بڑھ رہا تھا اور بار بار ”فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ“ کا مختلف انعاماتِ خداوندی کے اظہار کے بعد تکرار ہونے لگا تو اپنے پیارے اللہ کا شکر کا اظہار کرتے ہوئے اپنے وجود پر انعاماتِ الٰہیہ کو یاد کرتے کرتے الحمدللہ رب العالمین کا ورد کرنے لگا۔ ابھی اسی سوچ میں تھا کہ مجھے کمپوزنگ اور ایڈٹ کرنے والی دنیا بھر میں پھیلی میری ٹیم کی ایک رکن مکرمہ رضوانہ مسعود آف کینیڈا کے Icon پر آویزاں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی متبرک تحریر میں لکھے الفاظ

”اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا“

نظروں میں آئے۔ جو اَب حضور انور ہی کی تحریر میں سوشل میڈیا پر برکتیں بکھیرتے ہر جگہ دیکھنے کو ملتے ہیں۔

یہ الفاظ پیارے حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنے مبارک قلم سے تحریر فرما کر آٹو گراف کے طور پر دیئے۔ **جس میں آٹو گراف لینے والے خوش قسمت کے لئے تو پیغام ہے ہی لیکن میں سمجھتا ہوں کہ ان الفاظ میں جماعت کا ادنیٰ اور اعلیٰ ہر شخص، چھوٹا ہو یا بڑا، مرد ہو یا خاتون، بوڑھا ہو یا نوجوان، بچہ ہو یا بچی مخاطب ہے۔ اور ہم میں سے ہر ایک کو اس تحریر کا مخاطب سمجھنا چاہئے۔** اسی لئے خاکسار نے آج اِس پاکیزہ اور پُرمعارف مضمون پر مشتمل تحریر کو موضوعِ سُخن بنایا ہے۔ اللہ تعالیٰ خاکسار کو اس اہم موضوع پر قلم آزمائی کا صحیح معنوں میں حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

دو الفاظ کے لغوی معنی

مضمون میں داخل ہونے سے قبل ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اس اہم موضوع میں موجود دو الفاظ اللہ اور بے وفائی کے لغوی و اصطلاحی معنی قارئین کے سامنے رکھے جائیں۔

اللہ

یہ خدا کا اسم ذات ہے۔ اس حوالے سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

”اللہ، جو خدائے تعالیٰ کا ایک ذاتی اسم ہے اور جو تمام جمیع صفات کاملہ کا مستجمع ہے۔“

(ملفوظات جلد اوّل ایڈیشن 2016ء صفحہ 86)

پھر فرماتے ہیں:

”اللہ اسم اعظم ہے اور جلالی نام ہے۔ اس کے ہمارے پاس دلائل ہیں۔ سارے قرآن شریف میں اللہ ہی کو موصوف ٹھہرایا گیا ہے۔ لَہُ الۡاَسۡمَآءُ الۡحُسۡنٰی۔ اس میں وہ سب نام داخل ہیں جو قرآن شریف میں ذکر کئے گئے۔ ان سب سے موصوف اللہ ہی ہے جو اسم اعظم ہے۔ پس اسم اعظم کا ظہور محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے ذریعہ ہونا چاہئے تھا۔“

(ملفوظات جلد دوم ایڈیشن 2016ء صفحہ 90)

پس اللہ (تعالیٰ) وہ بابرکت ذات ہے جو وحدہ لاشریک ہے، وہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ جنا گیا اور اس کا کبھی کوئی ہمسر نہیں ہوا۔ (سورۃ اخلاص) تمام نقائص سے منزہ اور تمام صفاتِ کاملہ جن کی تعداد یکصد سے زیادہ ہے سے متصف ہے۔ خالقِ کائنات و ربّ العالمین ہے۔

بے وفائی کرنا

فیروز اللغات میں لکھا ہے کہ وفا کے معنی کسی کا ساتھ نبھانا، ساتھ دینا، خیر خواہی کرنا اور وابستگی وعقیدت مندی کے ہیں اور ان معنوں پر پورا اترنے والا وفادار، وفاشعار، وفاپرست اور باوفا کہلاتا ہے۔ جبکہ اس کے الٹ عمل کرنے والے کو بے وفا، بے مروّت بولا جاتا ہے اور بے وفائی کے معنوں میں بدعہدی، بے مروّتی، دغابازی، نمک حرامی، ناشکر گزاری، نامہربانی اور طوطا چشم کے ہیں۔

وفاداری دو طرح سے ہے

اب اصل مضمون کی طرف لوٹتے ہوئے یہ بتانا ضروری ہے کہ بے وفائی دو طرح سے ہے ایک مادی لحاظ سے شکر خداوندی کہ اس اللہ نے ہم سب کو اشرف المخلوقات بنایا اور دوم روحانی لحاظ سے کہ اس اللہ نے اس زمانے کے نبی اور امام مہدی کو ماننے کی توفیق عطا فرمائی۔

اشرف المخلوقات کی تخلیق

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں لاکھوں، کروڑوں کی اقسام اور تعداد میں ذی روح پیدا کئے۔ جو زمین اور پہاڑوں کی تہہ در تہہ مہیب چٹانوں میں چُھپے ہیں اور سات سمندر کے پانیوں کی اتھا گہرائیوں میں موجود ہیں۔ جن تک باوجود اس کے کہ آج کی دنیا سائنسی دنیا کہلاتی ہے، جدید ٹیکنالوجی کے ہر قسم کے ذرائع مہیا ہونے کے باوجود اس دور کے انسان کی رسائی ممکن نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کے خالق اور مالک ہونے کا بیّن ثبوت ہے۔ کچھ عرصہ پہلے تک تو انسان ان کیڑے مکوڑوں، چرند پرند اور مختلف جانوروں سے بالکل ناواقف تھا، مگر آج جانوروں کی دنیا سے تعلق رکھنے والے زوآلوجی کے ماہرین اور سیاح حضرات اور ٹی وی چینلز نے اپنی دستاویزی پروگراموں اور فلموں کے ذریعہ کسی حد تک اللہ تعالیٰ کی نہاں در نہاں چھپی مخلوقات سے انسان کو آشکار کیا ہے۔ ان میں بعض کیڑے مکوڑوں کو دیکھ کر ترس بھی آتا ہے، ان میں بعض عجیب الخلقت ہیں۔ ان کا کھانا پینا، چلنا پھرنا عجیب سا معلوم ہوتا ہے۔ جو شاید آپس میں باتیں اپنی زبان کے اشاروں کنائیوں سے کرتے ہوں گے۔ اپنا مافی الضمیر بھی بیان کرتے ہوں۔ لیکن دیگر جانوروں کی طرح شعور والی کوئی بات نہیں۔ اور آپ جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے زرخیز سوچوں، شعور کی نعمت سے مالامال اور احسن تقویم پر مبنی

دماغ صرف انسانوں کو عطا ہوا ہے۔ سورۃ التین میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے ، لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ اس آیت کی روشنی میں انسان اشرف المخلوقات کہلایا۔ لہٰذا اس ناطے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی ضرورت ہے جس نے ہمیں کسی جانور یا چرند پرند اور کیڑے مکوڑے کی شکل نہیں دی۔ بلکہ ایک باشعور انسان بنایا، سوچنے کے لئے دماغ دیا۔ ظاہری بصارت کے ساتھ ساتھ بصیرت بھی عطا کی۔ اپنی زندگیوں کی اونچ نیچ اور آرام وسکون سے گزارنے کے لئے بامقصد اور قابل استعمال بنانے کے لئے ہاتھ دیئے اور اپنی منزل مقصود تک پہنچنے کے لئے پاؤں دیئے۔ ہم اپنے مناسب حال اعضاء کو زیر استعمال لا کر اور دماغ سے سوچ سمجھ کر اپنے لئے مقصد حیات طے کرتے، روزی کماتے، اپنی بہترین، خوبصورت، رہن سہن کے مطابق اور باسہولت رہائش اختیار کرتے ہیں۔

پھر اس سوچ، فکر اور شکر کا ایک اور انداز بھی ہے کیونکہ اشرف المخلوقات میں بعض نابینا ہیں، بعض سماعت سے محروم ہیں بعض اولاد سے محروم ہیں۔ بعضوں کے ہاں نرینہ اولاد نہیں اور بعضوں کے گھروں میں معذور اولاد موجود ہے۔ کسی کے ہاتھ نہیں۔ کوئی ٹانگوں سے محروم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو صحیح سالم انسان بنایا۔ اس لحاظ سے اپنے اللہ کا جس قدر شکر ادا کریں کم ہے۔ ان حالات میں اپنے اللہ کی طرف جھکنا، اس کی عبادات بجالانا اور اس سے بے وفائی نہ کرنا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

”یہ بات قریب بہ کفر ہو جاتی ہے۔ اگر یہ تسلیم کریں کہ کوئی حرکت یا سکون یا ظلمت یا نور بدوں خدا کے ارادے کے ہو جاتا ہے اس پر ثبوت اوّل قدرت ہے۔ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دو آنکھیں، دو کان، ایک ناک دیئے ہیں۔ اتنے ہی اعضاء لے کر بچہ پیدا ہوتا ہے۔ پھر اسی طرح عمر ہے اور بہت سے امور ہیں جو ایک دائرہ کے اندر محدود ہیں۔ بعض کے اولاد نہیں ہوتی۔ بعض کے لڑکے یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں۔ غرض یہ تمام امور خدا تعالیٰ کے قدیر ہونے کو ثابت کرتے ہیں۔“

(ملفوظات جلد سوم صفحہ 24-25)

٭٭آئیں! اس کو ایک اور زاویے سے دیکھیں کہ ہم میں سے بعض ایسے بھی ہیں جو مختلف تکلیف دہ موذی اور خطرناک بیماریوں میں مبتلا ہیں۔ جن کو دیکھ کر جسم پر کپکپی اور خوف طاری ہو جاتا ہے۔ بعض بیماریاں تو ظاہری ہیں مگر بعض ایسی پُر اسرار ہیں جن کو ڈاکٹرز بھی سمجھنے سے قاصر ہوتے ہیں، اس لئے بھی اپنے اللہ سے کبھی بے وفائی نہ کرنے کے عہد و پیمان باندھنے کی ضرورت ہے۔

٭٭اسی مضمون کو اس لحاظ سے بھی آگے بڑھایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسانوں میں موت وحیات کا سلسلہ جاری کر رکھا ہے۔ اللہ کوئی نعمت یا برکت دیتا بھی ہے تو لے بھی لیتا ہے جس کو انسان اپنی عقل کے مطابق جلد واپس لینا سمجھ کر اللہ تعالیٰ سے شکوہ و شکایت شروع کر دیتا ہے۔ حضرت ایوبؑ جن کے صبر کے بارے میں قرآن کریم میں رطب اللسان ہے۔ فرمایا کرتے تھے کہ خداوند نے دیا، خداوند نے لے لیا۔ پس اس لحاظ سے بھی اپنے پیارے اللہ کا باوفا دوست بننے کی ضرورت ہے۔ کبھی بھی شکوہ وشکایت زبان پر نہ آئے۔ اللہ تعالیٰ کی انگنت نعمتیں اس جہان میں موجود ہیں جن سے انسان مالا مال ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَتَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا (ابراہیم: 35) اور اگر تم اللہ کی نعمتیں گنو تو کبھی ان کا شمار نہ کر سکو گے۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

٭٭اللہ تعالیٰ سے وفا نبھانے کے مضمون کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اور احادیث میں بھی مختلف انداز اور اچھوتے پیراؤں میں بیان فرمایا ہے۔ مثلاً سورۃ بنی اسرائیل آیت 84 میں (یہ مضمون اور جگہوں پر بھی بیان ہوا ہے) اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اور جب ہم انسان پر انعام کرتے ہیں تو وہ اعراض کرتا ہے اور اپنا پہلو کتراتے ہوئے پرے ہٹ جاتا ہے اور جب اسے کوئی شر پہنچے تو سخت مایوس ہو جاتا ہے۔ (اللہ کو کوستا اور بُرا بھلا کہتا ہے) حالانکہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اس حوالہ سے ایک رہنما اصول وضع کر رکھا ہے۔ فرماتا ہے

لَئِنۡ شَکَرۡتُمۡ لَاَزِیۡدَنَّکُمۡ وَ لَئِنۡ کَفَرۡتُمۡ اِنَّ عَذَابِیۡ لَشَدِیۡدٌ

(ابراہیم: 8)

اگر تم شکر ادا کرو گے تو میں ضرور تمہیں بڑھاؤں گا اور اگر تم ناشکری کرو گے تو یقیناً میرا عذاب بہت سخت ہے۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

حضرت لقمانؑ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو حکمت کی باتیں عطا ہوئیں اس میں مرکزی نقطہ شکر ہی تھا۔ کیونکہ قرآن کے حکم کے مطابق شکر کا فائدہ شکر کرنے والے کو ہی پہنچتا ہے۔ جیسے فرمایا: وَ مَنۡ شَکَرَ فَاِنَّمَا یَشۡکُرُ لِنَفۡسِہٖ

(النمل: 41)

٭٭اللہ تعالیٰ سے تمام زندگی وفا سے کام لینا اور اس کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا اس قدر ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے دو مقامات (النمل: 20 اور الاحقاف: 16) پر حقیقی شکر ادا کرنے کی توفیق مانگنے کی دعا بھی سکھلا دی۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

رَبِّ اَوۡزِعۡنِیۡۤ اَنۡ اَشۡکُرَ نِعۡمَتَکَ الَّتِیۡۤ اَنۡعَمۡتَ عَلَیَّ وَ عَلٰی وَالِدَیَّ وَ اَنۡ اَعۡمَلَ صَالِحًا تَرۡضٰہُ وَ اَدۡخِلۡنِیۡ بِرَحۡمَتِکَ فِیۡ عِبَادِکَ الصّٰلِحِیۡنَ ۱

(النمل: 20)

اے میرے ربّ! مجھے توفیق بخش کہ میں تیری نعمت کا شکر ادا کروں جو تو نے مجھ پر کی اور میرے ماں باپ پر کی اور ایسے نیک اعمال بجالاؤں جو تجھے پسند ہوں۔ اور تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیکوکار بندوں میں داخل کر۔

(ترجمہ از: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ)

ہر دو مقام پر شکر کی دعا مانگنے کے ساتھ اس دعا کا جن الفاظ سے اللہ نے اختتام فرمایا ہے وہ دونوں مختلف ہیں۔ سورۃ النمل میں ذکر ہے کہ ”تُو مجھے اپنی رحمت سے اپنے نیک کار بندوں میں داخل کر“ جبکہ سورۃ الاحقاف آیت 16 میں اَصۡلِحۡ لِیۡ فِیۡ ذُرِّیَّتِیۡ کہ میرے لئے میری ذرّیّت کی بھی اصلاح کر دے کا ذکر ہے۔ اور ان دونوں معنوں کو عنوان بالا ”اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا“ سے ملا کر دیکھیں تو اللہ تعالیٰ کا وفادار اور وفا پرست بن کر زندگی گزارنے اور اس کا شکر ادا کرنے کے نتیجہ میں اول نیک لوگوں میں شمار رہے گا اور دوم اولاد بھی صالحین میں لکھی جائے گی۔

اللہ نے مسیح و مہدی کو ماننے کی توفیق سے نوازا

عنوان بالا کے ذکر میں اشرف المخلوق کے حوالے سے پیدائش اور اللہ تعالیٰ کی نعمتوں، فضلوں اور عنایات پر شکر خداوندی کے ذکر میں اللہ تعالیٰ سے وفادار ہونے کا ذکر کر آیا ہوں۔

اس دوسرے حصہ میں روحانی معنوں میں اللہ تعالیٰ کے انعامات کے ذکر میں اللہ تعالیٰ سے وفادار اور وفاشعار رہنے کا بیان ہوگا۔

یہ محض اور محض اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے ہم میں سے بہتوں کے والدین، بزرگان، اباؤ اجداد اور اسلاف کو دور حاضر کے مسیح و مہدی حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو ماننے کی توفیق سے نوازا اور ہم اپنے بڑوں کے اس دور کے نبی کی بیعت کرنے اور قربانیاں دینے کی وجہ سے جماعت احمدیہ میں شامل ہوئے اور پیدائشی احمدی بنے۔ اور بعض نیک فطرت احباب کو اللہ تعالیٰ نے خود احمدیت قبول کرنے کا اعزاز حاصل ہوا۔

دوسری طرف ہم میں سے بعض خوش قسمت ہستیوں کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مبارک سلام حضرت مسیح ومہدی علیہ السلام کو پہنچانے کی توفیق ملی اور صحابہ کہلائے۔ اس طرح وہ عظیم پیشگوئی کے مصداق ٹھہرے کہ اگر برفیلے پہاڑوں پر گھٹنوں کے بل بھی چل کر جانا پڑے تو میرے مہدی کو میرا سلام کہنا۔ اس سلام کو پہنچانے کے سلسلہ میں ان کو اپنوں اور غیروں سے مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، خاندان سے جدا کئے گئے، معاشرے سے کاٹ دیے گئے اور بائیکاٹ کا سامنا رہا اور سماجی اور معاشی طور پر الگ تھلگ کر دیے گئے۔ اور مجموعی طور پر دنیا کے بعض ایسے خطوں میں جیسے کہ پاکستان، الجزائر، بعض عرب اور مسلمان اسٹیٹس میں تمام احمدیوں کو ہی مخالفت کا سامنا رہتا ہے۔ ہم پر پتھر پھینکے جاتے ہیں۔ نفرت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔ جھوٹے مقدمات بنا کر ملک بدر، معاشرہ بدر ہونے پر مجبور کیا جاتا ہے۔ کاروبار اور جائیدادیں جلائی جاتی ہیں۔ اذیتیں دے کر شہید کیا جاتا ہے۔ اس دنیا کی بدترین مخلوق ملاں اور انتظامیہ کے ذریعہ مساجد گرائی جاتی ہیں۔ حتیٰ کہ قبرستانوں میں احمدی وفات یافتگان بھی اُن کے ہاتھوں سے محفوظ نہیں۔ قبروں کے کتبے توڑے جاتے ہیں اور نعشوں کی بے حرمتی کرتے ہوئے ان کو قبروں سے نکال کر باہر رکھ دیا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں مسیح ومہدی اور اس کی روحانی جماعت کو لوٹنے اور سوٹے مارنے والوں میں شامل نہیں کیا اور احمدی گھرانوں میں پیدا فرمایا، الحمدللہ۔

میں جب لاہور میں مربی ضلع کے طور پر فرائض ادا کر رہا تھا تو ایک محفل میں جس میں جماعت کے عہدیداران، وکلاء اور بعض جماعتی بزرگ بھی تھے۔ وہاں جماعت احمدیہ کی مخالفت کا ذکر چل پڑا۔ جس پر مکرم چوہدری حمید نصر اللہ خان اس وقت کے امیر جماعت احمدیہ ضلع لاہور نے شکر خداوندی کا اظہار اس طرح کیا کہ اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے ہمیں احمدی گھرانوں میں پیدا کیا ورنہ کیا معلوم کہ ہم بھی ان مخالفین احمدیت کے ساتھ مل کر احمدی گھرانوں پر وٹے مارنے والوں میں شامل ہوتے۔ بس اس خوش قسمتی کے ناطے بھی اللہ تعالیٰ کے ساتھ وفاداری نبھانے کی ضرورت ہے۔ ایک اور اعزاز بھی اللہ کے آگے شکرانے کے لئے سجدہ کرنے پر زور دیتا ہے اور وہ یہ ہے کہ ہم احمدی اللہ تعالیٰ کے فضل ورحم اور احسان کی وجہ سے سوا سو سال سے خلافت احمدیہ کو انجوائے کر رہے ہیں اور اس کی وجہ سے راہ راست پر رہتے ہوئے زندگیاں گزار رہے ہیں۔ اس کی تفصیل خاکسار اس طرح بیان کرنا چاہتا ہے۔

خلافت کا انعام بھی وفاداری بڑھانے کا ذریعہ ہے

روحانی معنوں میں اللہ تعالیٰ سے وفاداری اور وفاپرستی کرنے کا ایک ذریعہ اللہ تعالیٰ نے جماعت کو خلافت سے نواز رکھا ہے۔ اور اس وقت اس کے پانچویں مظہر سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد، خلیفۃ المسیح کی صورت میں ہمارے درمیان موجود ہیں۔ جن کے الفاظ ”اللہ تعالیٰ سے کبھی بے وفائی نہ کرنا“ پر ہی یہ مضمون واہوتا چلا جارہا ہے۔ ان کی اطاعت اور پیروی آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند اور نمائندہ سمجھتے ہوئے کرنی اور ان سے وفا کا تعلق مضبوطی سے باندھ کر رکھنا ہم میں سے ہر ایک کیلئے ضروری اور لازم ہے۔ آپ کے ہر لفظ پر کان دھرنا، خطبات، خطابات نصائح اور ارشادات سن کر اپنی تربیت کے تشنہ پہلوؤں کو ٹھیک کرکے بہترین عملی شکل دینا ہم پر فرض ہے۔ کیونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اس خلافت کو خلافتِ راشدہ کا تسلسل ہی قرار دیا ہے، اور اس کا نام خلافت علیٰ منہاج نبوۃ بیان فرمایا

بقیہ صفحہ 7 پر

محمد فاتح احمد ناصر۔ مربی سلسلہ استاد جامعہ احمدیہ جرمنی

اسلام میں حیات آخرت کا تصور

تقریر جلسہ سالانہ جرمنی 2021

وَ مَا هٰذِهِ الۡحَیٰوةُ الدُّنۡیَاۤ اِلَّا لَهۡوٌ وَّ لَعِبٌ ؕ وَ اِنَّ الدَّارَ الۡاٰخِرَةَ لَهِیَ الۡحَیَوَانُ ۘ لَوۡ کَانُوۡا یَعۡلَمُوۡنَ

(العنکبوت:65)

ترجمہ۔ اور یہ دنیا کی زندگی غفلت اور کھیل تماشہ کے سوا کچھ نہیں۔ اور یقیناً آخرت کا گھر ہی دراصل حقیقی زندگی ہے کاش کہ وہ جانتے۔

حیات آخرت ایک ایسا عالم ہے جسے آج تک نہ کسی آنکھ نے دیکھا نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی دل میں اس کا خیال تک گذرا۔ ایک ایسی کائنات کا حدود اربعہ بیان کرنے کی کوشش کرنی ہے جس کی وسعتوں کا کوئی اندازہ نہیں اور ایک ایسی مملکت کے رہنے والوں کے خدو خال کی تصویر کھینچنی ہے جہاں عمل تو ہو گا مگر ناکامی نہیں، جہاں زندگی تو ہو گی مگر موت نہیں، جہاں ترقیات و کامیابیوں کے لامتناہی دروازے تو کھلے ہوں گے مگر تنزلی کا نام و نشان نہیں ہو گا، جہاں قدم رکھنے کے بعد انسان آگے سے آگے ہی بڑھتا چلا جائے گا اور اس کی منزل کبھی ختم نہیں ہو گی۔ ایک ایسی زندگی جو انسان کا حقیقی مقدر ہے، جس سے کسی کو کوئی مفر نہیں۔ اور جو ارکان ایمان کا ایک اہم جزو بھی ہے۔

جب سے دنیا پیدا ہوئی اللہ تعالیٰ کی ہستی کے بعد اگر کوئی سوال دنیا کی توجہ کو اپنی طرف کھینچتا رہا ہے تو وہ حیات بعد الموت کا مسئلہ ہے۔ مگر مشکل یہ ہے کہ اس عالم آخرت کے احوال کا کوئی چشم دید گواہ ہمارے پاس موجود نہیں۔ کیونکہ جو اس عالم سے اُس عالم میں چلا جاتا ہے وہ واپس نہیں آتا لیکن ہم کبھی اس قسم کے حالات کی تہہ میں نہیں پہنچ سکتے جب تک کہ الہام کی روشنی ہمیں ہدایت نہ دے۔ اور جو مذہب مابعد الموت کے حالات پر روشنی نہیں ڈالتا وہ ایک جسم بے جان ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ اعظم مذاہب لاہور کے لیے اسلامی اصول کی فلاسفی کے نام سے اپنے معرکۃ الآراء مضمون کے ایک سوال میں اس پر قرآن کریم، احادیث نبویہ اور علم الٰہی سے پر معارف روشنی ڈالی ہے۔ ہم سب کو اس کتاب کو بار بار پڑھنا اور اپنے علم و عرفان کو وسیع کرنا چاہیے۔

اور آج کے اس موضوع کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ جاتی ہے کہ ہم سبھی یہاں جلسہ سالانہ میں شمولیت کے لیے جمع ہوئے ہیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت اور جلسہ سالانہ کی اغراض و مقاصد میں سفر آخرت کی تیاری کا بھی ذکر فرمایا تھا۔ آپ نے فرمایا۔

’’تمام مخلصین، داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولا کریم اور رسول مقبول ﷺ کی محبت دل پر غالب آ جائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔‘‘

(مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ 248)

آپ نے مزید فرمایا:

’’اس جلسہ سے مدعا اور اصل مطلب یہ تھا کہ ہماری جماعت کے لوگ کسی طرح بار بار کی ملاقاتوں سے ایک ایسی تبدیلی اپنے اندر حاصل کر لیں کہ ان کے دل آخرت کی طرف بکلّی جھک جائیں اور ان کے اندر خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہو اور وہ زہد اور تقویٰ اور خدا ترسی اور پرہیز گاری اور نرم دلی اور باہم محبت اور مواخات میں دوسروں کے لئے ایک نمونہ بن جائیں اور انکسار اور تواضع اور راستبازی ان میں پیدا ہو اور دینی مہمات کے لئے سرگرمی اختیار کریں۔‘‘

(شہادت القرآن، روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 394)

اس سلسلہ میں سب سے پہلا سوال یہ آخرت کی زندگی کیوں ضروری ہے؟ کیوں نہ یہ سمجھ لیا جائے کہ یہی زندگی انسان کا اوڑھنا بچھونا ہے یہیں سے اس کا نقطہ آغاز ہوتا ہے اور یہیں اس کا اختتام ہو جاتا ہے؟

بات یہ ہے کہ اگر آخرت کے وجود کو تسلیم نہ کیا جائے اور اسی مادی زندگی کو انسانی زندگی کی ابتدا اور انتہا تصور کر لیا جائے تو انسان کا مقصد حیات بلکہ کائنات کا وجود ہی عبث ہو کر رہ جاتا ہے۔ انسانی روح تو لا متناہی ترقیات کے لیے پیدا کی گئی ہے خود انسان کی فطرت بھی اس خیال کو دھکے دیتی ہے کہ اشرف المخلوقات کو محض اسی لیے پیدا کیا گیا ہو کہ وہ جانوروں کی طرح چند سال کھائے پیے اور پھر ہمیشہ کے لیے ختم ہو کر رہ جائے۔ وہ اپنی عقل و جذبات اور اپنی طاقت و دولت کو جیسے چاہے استعمال کرے، جس پر چاہے ظلم کرے یا جس پر چاہے رحم کرے مگر کوئی اسے باز پرس کرنے والا یا اجر دینے والا نہ ہو؟۔ انسان کا دل اس تصور سے کانپ اٹھتا ہے اور یہ فطرت کی پکار ہے جو اس کے دل و دماغ سے نکل کر ہر ذی شعور انسان سے پوچھ رہی ہے کہ ایسا کیوں ہو گا؟ کیوں کوئی ہستی ایسی نہیں جس کے سامنے ہر انسان اپنے اعمال کا جواب دے گا۔

یہ فطرت کی پکار ہے جو اپنا جواب مانگتی ہے۔ خدا فرماتا ہے کہ آخرت ہی وہ عالم ہے جہاں صحیح ترازو قائم ہو گا۔ وَ الۡوَزۡنُ یَوۡمَئِذِ ۣالۡحَقُّ (الاعراف:9) یعنی حیات آخرت کے دن ہی تمام اعمال کے لیے انصاف کے درست ترین پیمانے قائم کیے جائیں گے۔

اور سب سے بڑھ کر یہ کہ فرمان خداوندی وَ مَا خَلَقۡتُ الۡجِنَّ وَ الۡاِنۡسَ اِلَّا لِیَعۡبُدُوۡنِ (الذاریات:57) کہ میں نے جن و انس کو اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔ ضرور پورا ہو کر رہے گا جہاں تمام روحیں اگر دنیا میں خدا کی عبادت نہ کرتی تھیں تو نہ سہی مگر بالآخر آخرت میں ضرور ایک دن عقوبت سے اصلاح پا کر جنت میں جائیں گی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مصروف ہو جائیں گی۔

اور جو مادیت پرست فلسفی حیات آخرت کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل نیک اعمال کے بجالانے کو ایک قید محسوس کرتے ہیں کہ کیوں وہ اپنے ہر قول و فعل اور خیال کے جواب دہ قرار دیے جائیں گے؟ فَالَّذِیۡنَ لَا یُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡاٰخِرَةِ قُلُوۡبُهُمۡ مُّنۡکِرَةٌ وَّ هُمۡ مُّسۡتَکۡبِرُوۡنَ

(النحل:23)

یعنی آخرت پر ایمان نہ لانے والے تکبر کی بناء پر کہتے ہیں کہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ اس زندگی کے بعد ہم کسی کے زیر حکومت رہیں اور کوئی ہستی ہم پر اپنا اختیار استعمال کرتی چلی جائے؟

منکرین کہتے ہیں:

ءَ اِذَا مَا مِتُّ لَسَوۡفَ اُخۡرَجُ حَیًّا

(مریم:67)

کہ کیسے ممکن ہے کہ مرنے کے بعد جب ہمارا جسم یہیں گل سڑ جائے اور روح کا کچھ پتہ نہ ہو تو پھر ایک زندگی دی جائیں؟

قربان جاؤں اپنے حکیم خداوند کریم کے۔ کہ وہ ان جاہلوں کو ان کی ذہنی سطح پر اتر کر اگلی ہی آیت میں فرماتا ہے:

اَوَ لَا یَذۡکُرُ الۡاِنۡسَانُ اَنَّا خَلَقۡنٰهُ مِنۡ قَبۡلُ وَ لَمۡ یَکُ شَیۡئًا

(مریم:68)

یعنی انسان حیات بعد الموت پر جو حیرت اور انکار کا اظہار کرتا ہے تو کیا وہ غور نہیں کرتا کہ اس وقت بھی اللہ تعالیٰ نے ہی اسے بنایا تھا جب وہ کچھ بھی نہیں تھا۔ یعنی وہ خدا جس نے نیست سے ہستی دے دی تو کیا وہ اس موجود ہستی کو آگے جاری نہیں رکھ سکتا۔

مگر کچھ مومن ایسے بھی ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَّذِیۡنَ یَذۡکُرُوۡنَ اللّٰهَ قِیٰمًا وَّ قُعُوۡدًا وَّ عَلٰی جُنُوۡبِهِمۡ وَ یَتَفَکَّرُوۡنَ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَ الۡاَرۡضِ ۚ رَبَّنَا مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا ۚ سُبۡحٰنَکَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ

(آل عمران:192)

یعنی نسل آدم میں سے کچھ ذی شعور ضرور نیکو کار دن رات، اٹھتے بیٹھتے، سوتے جاگتے میری کائنات کے اندر میری قدرت کے جلوے دیکھ دیکھ کر ضرور سمجھ جائیں گے کہ قادر و حکیم خدا کی شان سے بعید تھا کہ وہ اس منظم اور پر حکمت کائنات کو بغیر کسی خاص مقصد کے لیے پیدا کرتا اور وہ پکار اٹھیں گے مَا خَلَقۡتَ هٰذَا بَاطِلًا۔ یعنی اے ارض و سماء کے خالق تو نے یہ سب ہرگز بلا مقصد پیدا نہیں کیا اور ان کی زبان پر ایک ہی نعرہ ہو گا سبحانک یعنی اے خدا تو کسی چیز کو عبث و بے کار پیدا کرنے سے پاک ہے اور پھر وہ پکار پکار کر میرے حضور دعا کرتے رہیں گے کہ اے اللہ تو ہمیں اس آگ سے بچالے جو تیرے ان ناسمجھ بندوں نے دنیا کو تباہ کرنے کے لیے تیار کر رکھی ہے۔

اب اگلا سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ حیات آخرت تک انسان پر کون سے عالم گزرتے ہیں تو اس بارے میں امام الزمان سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اسلامی اصول کی فلاسفی میں فرماتے ہیں:

’’قرآنی تعلیم کی رو سے تین عالم ثابت ہوتے ہیں۔ اوّل یہ کہ دنیا جس کا نام عالَم کسب اور نشاء اولیٰ ہے۔ اسی دنیا میں انسان اکتساب نیکی یا بدی کا کرتا ہے۔۔۔ دوسرے عالَم کا نام برزخ ہے۔ عالم برزخ میں مستعار طور پر ہر ایک روح کو کسی قدر اپنے اعمال کا مزہ چکھنے کے لیے جسم ملتا ہے۔ وہ جسم۔۔۔ ایک نور سے یا ایک تاریکی سے جیسا کہ اعمال کی صورت ہو جسم تیار ہوتا ہے۔ گویا کہ اُس عالم میں انسان کی عملی حالتیں جسم کا کام دیتی ہے۔۔۔ میں اس میں صاحب تجربہ ہوں۔ مجھے کشفی طور پر عین بیداری میں بارہا مردوں کی ملاقات کا اتفاق ہوا ہے۔ اور میں نے بعض فاسقوں اور گمراہی اختیار کرنے والوں کا جسم ایسا سیاہ دیکھا ہے کہ گویا وہ دھوئیں سے بنایا گیا ہے۔۔۔ پھر برزخ کے بعد وہ زمانہ ہے جس کا نام عالَم بعث ہے۔ اُس زمانہ میں ہر ایک روح نیک ہو یا بد، صالح ہو یا فاسق ایک کھلا کھلا جسم حاصل کرے گی۔ اور یہ دن خدا کی ان پوری تجلیات کے لیے مقرر کیا گیا ہے جس میں ہر ایک انسان اپنے رب کی ہستی سے پورے طور پر واقف ہو جائے گا اور ہر ایک شخص اپنی جزاء کے انتہائی نقطہ تک پہنچ جائے گا۔‘‘

(اسلامی اصول کی فلاسفی، روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 40 تا 408)

چونکہ حیات آخرت کا تعلق صرف روح کے ساتھ ہے تو یہاں ایک سوال پیدا ہوتا ہے کہ روح جسم سے الگ ہو کر کیسے اپنا وجود قائم رکھ سکتی ہے؟ روح جسم کے بغیر کیسے اللہ کی خوشنودی یا ناراضگی کو محسوس کر سکتی ہے؟ تو اس سوال کا جواب بھی خدائے حکیم نے نیند کی مثال دے کر ہمیں سمجھایا۔ فرمایا:

اَللّٰهُ یَتَوَفَّی الۡاَنۡفُسَ حِیۡنَ مَوۡتِهَا وَ الَّتِیۡ لَمۡ تَمُتۡ فِیۡ مَنَامِهَا ۚ فَیُمۡسِکُ الَّتِیۡ قَضٰی عَلَیۡهَا الۡمَوۡتَ وَ یُرۡسِلُ الۡاُخۡرٰۤی اِلٰۤی اَجَلٍ مُّسَمًّی

(الزمر:43)

یعنی اللہ تعالیٰ ہر شخص کی روح کو اس کی موت کے وقت قبض کرتا ہے اور جس کو موت نہیں آئی (اس کی روح) نیند کے وقت قبض کرتا ہے۔

یعنی بتایا کہ دیکھو نیند میں بھی انسان ایک قسم کی موت کی حالت میں ہی ہوتا ہے۔ لیکن فرق یہ ہے کہ نیند سے وہ بیداری کی طرف واپس آ جاتا ہے لیکن موت سے واپس زندگی کی طرف نہیں آ سکتا۔ پس نیند کی حالت پر اگر ادنیٰ سا غور کیا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ خواب کی حالت میں جسم تو بستر پر سویا پڑا ہوتا ہے لیکن سونے والا طرح طرح کے تأثرات کا تجربہ کرتا ہے جو کبھی خوشگوار، آرام دہ اور کبھی ڈراؤنے، ہیبت ناک، اور غم کے ہوتے ہیں۔ حالانکہ وہ انسان تو وہاں پڑا ہوا ہے۔ وہ تو کہیں نہیں گیا۔ پھر رؤیا و کشوف کا سلسلہ الگ ہے، انسان ان کو بھی جسم سے الگ ہو کر دیکھتا ہے۔

یعنی جس طرح ماں کے پیٹ میں بچہ بیرونی دنیا کا اثر قبول کرتا ہے۔ جو مثبت بھی ہوتا ہے اور منفی بھی۔ بالکل اسی طرح ہماری روح پر ہمارے اچھے یا برے اعمال اثر انداز ہوتے ہیں۔ انسان کے ہر عمل کا اثر اس کی روحانی استعدادوں اور قویٰ پر پڑتا ہے جس کے نتیجہ میں وہ روحانی قویٰ پاکیزگی میں بڑھتے ہیں یا ان میں نقص اور کمزوری نمایاں ہو جاتی ہے۔ اور وہی آخرت میں متمثل ہو کر اس کے سامنے آئیں گے اور جنت یا دوزخ کا وارث بنائیں گے۔ اسی بات کا ذکر قرآن کریم نے یوں بیان فرمایا:

وَ مَنۡ کَانَ فِیۡ ہٰذِہٖۤ اَعۡمٰی فَہُوَ فِی الۡاٰخِرَۃِ اَعۡمٰی وَ اَضَلُّ سَبِیۡلًا

(بنی اسرائیل: 73)

یعنی جس نے یہاں اپنی روحانی آنکھوں کو اندھا کر دیا تو وہ آخرت میں بھی اندھا ہی ہوگا۔ اور اسی روحانی نابینائی کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

فَاِنَّہَا لَا تَعۡمَی الۡاَبۡصَارُ وَ لٰکِنۡ تَعۡمَی الۡقُلُوۡبُ الَّتِیۡ فِی الصُّدُوۡرِ

(حج: 47)

کہ یہ جسمانی آنکھیں تو اندھی نہیں ہو جاتیں اصل میں دل کی آنکھیں ہوتی ہیں جو اندھی ہو جاتی ہیں۔

یہ بہت غور سے سمجھنے کا مسئلہ ہے۔ اگر یہ سمجھ میں آ جائے کہ وہی یادداشت جو روح کے اندر لکھی جاتی ہے اس شخص کا وہ حساب بھی ہے اور اس پر داروغہ بھی ہے۔ اس کے لیے خوشی کا ذریعہ بھی ہے اور دکھ کا سامان بھی۔ اس کی آئندہ زندگی کو جنت بنانے والی بھی ہے اور جہنم بھی۔ تو دنیا سے گناہوں کا سلسلہ ختم ہو جائے۔ پھر انسان ہر ممکن کوشش کرے گا کہ وہ اپنی روح کو پاکیزہ بنانے والا ہو نہ کہ ہلاکت میں ڈالنے والا۔ اسی بات کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قَدۡ اَفۡلَحَ مَنۡ زَکّٰىہَا

(الشمس: 10)

یعنی کامیاب ہو گیا وہ شخص جس نے اپنی روح کو پاکیزہ بنایا۔

وَ قَدۡ خَابَ مَنۡ دَسّٰىہَا

(الشمس: 11)

یعنی ہلاک ہو گیا وہ شخص جس نے اپنی روح کو خاک میں ملا دیا۔ یعنی اپنی روح کو بیمار، کمزور کر دیا۔

پھر جنت و دوزخ بھی جسمانی نہیں بلکہ روحانی کیفیات ہی کا نام ہیں۔

ایک مرتبہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہ کے سامنے یہ آیت کریمہ تلاوت کی:

سَابِقُوۡۤا اِلٰی مَغۡفِرَۃٍ مِّنۡ رَّبِّکُمۡ وَ جَنَّۃٍ عَرۡضُہَا کَعَرۡضِ السَّمَآءِ وَ الۡاَرۡضِ

(الحدید: 22)

یعنی اس میں ایک ایسی وسیع و عریض جنت کی خوشخبری دی جو تمام کائنات کی طرح ہر طرف محیط ہوگی۔ تو ایک صحابی نے حضور سے حیران ہو کر پوچھا کہ حضور اگر جنت کی وسعت ہی تمام کائنات پر محیط ہوگی تو پھر دوزخ کہاں اور کس مقام پر ہوگی؟ تو اس کے جواب میں حضور نے فرمایا کہ جب دن چڑھتا ہے تو رات کہاں جاتی ہے؟ اس کا مطلب ہے کہ دن اور رات دونوں بیک وقت ایک ہی جگہ موجود ہوتے ہیں مگر صرف انسان اپنی کیفیات اور حالات کی وجہ سے آدھی زمین پر دن اور آدھی پر رات دیکھتا ہے۔ یعنی جنت و دوزخ بیک وقت ایک ہی جگہ موجود تأثرات کا نام ہے اور جو ارواح اللہ تعالیٰ کے نور کے سامنے ہوں گی ان پر دن یعنی جنت، خوشی کا ساماں ہوگا اور جو روحیں اللہ تعالیٰ کے نور سے محروم ہوں گی ان پر اندھیرا، اور تأثرات دردناک اور تکلیف دہ ہوں گے۔

اور یہی مفہوم جنت کی نعماء کا ہے۔ وہ نعمتیں دراصل اعمال صالحہ کی مختلف شکلیں ہوں گی۔ فرمایا:

مَثَلُ الۡجَنَّۃِ الَّتِیۡ وُعِدَ الۡمُتَّقُوۡنَ

(محمد: 16)

متقیوں کو ملنے والی جنت تمثیلی رنگ میں ایسی ہے جیسے ایک باغ ہو۔ یعنی یہ سب تمثیلی کلام ہے۔ اور جہنمیوں کے متعلق فرمایا:

وَ مَاۤ اَدۡرٰىکَ مَا الۡحُطَمَۃُ۔ نَارُ اللّٰہِ الۡمُوۡقَدَۃُ۔ الَّتِیۡ تَطَّلِعُ عَلَی الۡاَفۡـِٕدَۃِ

(الھمزۃ: 6تا 8)

یعنی اے مخاطب! تجھے کیا معلوم ہے کہ حطمہ کیا ہے؟ وہ حطمہ اللہ تعالیٰ کی خوب بھڑکائی ہوئی آگ ہے جو دلوں کے اوپر سوار ہوگی۔ یعنی جہنم کا تعلق جسم سے نہیں بلکہ حسیات اور دلی کیفیات سے ہوگا۔

ان حسّیات کی تفصیل جن سے جنتی لطف اندوز ہوں گے اور جہنمی تکلیف میں مبتلا ہوں گے قرآن کریم میں جگہ جگہ بیان ہے قلت وقت کی بناء پر چند ایک کا ذکر کرتا ہوں۔

جہنم میں دیکھنے کی حس کے متعلق فرمایا:

اِذۡ یَرَوۡنَ الۡعَذَابَ ۙ اَنَّ الۡقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیۡعًا

(البقرۃ: 166)

اگر وہ اس گھڑی کو جب وہ عذاب کو سامنے دیکھیں گے کسی طرح اب دیکھ لیتے تو جان لیتے کہ سب قوت اللہ ہی کو ہے۔

سننے کے متعلق فرمایا:

اِذَا رَاَتۡہُمۡ مِّنۡ مَّکَانٍۭ بَعِیۡدٍ سَمِعُوۡا لَہَا تَغَیُّظًا وَّ زَفِیۡرًا

(الفرقان: 13)

جب وہ جہنم ان کو دور سے دیکھے گی تو وہ جہنمی اس کے جوش کی اور آنے والی مصیبت کی آواز کو سنیں گے۔

چکھنے اور پینے کے متعلق فرمایا:

مِنۡ وَّرَآئِہٖ جَہَنَّمُ وَ یُسۡقٰی مِنۡ مَّآءٍ صَدِیۡدٍ۔ یَّتَجَرَّعُہٗ وَ لَا یَکَادُ یُسِیۡغُہٗ

(ابراہیم: 17-18)

جہنم میں اسے تیز گرم پانی پلایا جائے گا اور وہ اسے تھوڑا تھوڑا کر کے پیئے گا اور اسے آسانی سے نگل نہیں سکے گا۔

سردی اور گرمی کی حس کے متعلق فرمایا

لَا یَذُوۡقُوۡنَ فِیۡہَا بَرۡدًا وَّ لَا شَرَابًا۔ اِلَّا حَمِیۡمًا وَّ غَسَّاقًا

(النباء: 52)

وہاں ان لوگوں کی حالت یہ ہوگی کہ تو اس میں کسی قسم کی ٹھنڈک محسوس کریں گے اور نہ ہی کوئی پینے کی ایسی چیز نہیں ملے گی جو ان کی پیاس بجھا سکے ہاں مگر اللہ تعالیٰ انہیں تیز گرم پانی اور ناقابل برداشت ٹھنڈا پانی دے گا۔

بھوک کے متعلق فرمایا:

لَیۡسَ لَہُمۡ طَعَامٌ اِلَّا مِنۡ ضَرِیۡعٍ۔ لَّا یُسۡمِنُ وَ لَا یُغۡنِیۡ مِنۡ جُوۡعٍ

(الغاشیۃ: 7-8)

یعنی اس جماعت کو سوکھے گھاس کے سوا اور کھانا نہیں ملے گا جو نہ تو انہیں موٹا کرے گا اور نہ بھوک کی تکلیف سے بچائے گا۔

چھونے کی حس کے متعلق فرمایا:

لَہُمۡ مِّنۡ جَہَنَّمَ مِہَادٌ وَّ مِنۡ فَوۡقِہِمۡ غَوَاشٍ

(الاعراف: 42)

ان کا بچھونا بھی جہنم ہی سے ہوگا اور ان کے اوپر اوڑھنے بھی اسی جہنم ہی کے ہوں گے۔

تنگی محسوس کرنے کے متعلق فرمایا:

وَ اِذَاۤ اُلۡقُوۡا مِنۡہَا مَکَانًا ضَیِّقًا مُّقَرَّنِیۡنَ دَعَوۡا ہُنَالِکَ ثُبُوۡرًا

(الفرقان: 14)

جب وہ اس دوزخ کے ایک تنگ حصہ میں مشکیں باندھے ہوئے پھینکے جائیں گے اس وقت وہ موت کی آرزو کریں گے۔

ان تمام جہنم کی حسیات کے بالمقابل قرآن کریم میں جنتیوں کے بارے میں فرمایا کہ انہیں سماعت کے ذریعہ لطف نصیب ہوگا:

لَا یَسۡمَعُوۡنَ فِیۡہَا لَغۡوًا وَّ لَا تَاۡثِیۡمًا۔ اِلَّا قِیۡلًا سَلٰمًا سَلٰمًا

(الواقعہ: 26-27)

یعنی وہ مومن جنتوں میں نہ تو کوئی لغو بات سنیں گے اور نہ گناہ کا کلمہ۔ ہاں مگر ایسا قول سنیں گے جو سلامتی کی دعا پر مشتمل ہوگا۔

وہ گرمی اور سردی کی تکلیف بھی محسوس نہیں کریں گے۔ فرمایا:

لَا یَرَوۡنَ فِیۡہَا شَمۡسًا وَّ لَا زَمۡہَرِیۡرًا

(الدھر: 14)

نہیں پینے کے لیے عمدہ اور خوشگوار مشروب میسر آئیں گے۔

وَ سَقٰہُمۡ رَبُّہُمۡ شَرَابًا طَہُوۡرًا

(الدھر: 22)

وہ باغوں اور چشموں کے نظاروں سے لطف اندوز ہوں گے۔ فرمایا:

اِنَّ الۡمُتَّقِیۡنَ فِیۡ جَنّٰتٍ وَّ عُیُوۡنٍ

(الحجر: 46)

وہ تھکان محسوس نہیں کریں گے۔

لَا یَمَسُّہُمۡ فِیۡہَا نَصَبٌ

(الحجر: 49)

دل و دماغ کی راحتیں انہیں عطا ہوں گی:

فَرَوۡحٌ وَّ رَیۡحَانٌ ۬ۙ وَّ جَنَّتُ نَعِیۡمٍ

(الواقعہ: 90)

وہ تمام حالات میں تر و تازگی اور سرور محسوس کریں گے

وَ لَقّٰہُمۡ نَضۡرَۃً وَّ سُرُوۡرًا

(الدھر: 12)

اللہ تعالیٰ کی رویت انہیں نصیب ہوگی:

وُجُوۡہٌ یَّوۡمَئِذٍ نَّاضِرَۃٌ۔ اِلٰی رَبِّہَا نَاظِرَۃٌ

(القیامۃ: 23-24)

یعنی کچھ چہرے اس دن تر و تازہ ہوں گے اور اپنے رب کی طرف دیکھ رہے ہوں گے۔

اور سب سے بڑھ کر انہیں رضائے الٰہی کی نعمت میسر ہوگی:

وَ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ

(آل عمران: 16)

اور اسی اللہ کی رضوان کے بارے میں فرمایا کہ

وَ رِضۡوَانٌ مِّنَ اللّٰہِ اَکۡبَرُ

(التوبۃ: 72)

یعنی اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی سب سے بڑی نعمت ہے جو انہیں ملے گی۔

ان تمثیلی نعماء جنت سے متعلق ایک حدیث قدسی خاص طور پر قابل ذکر ہے جہاں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَعۡدَدۡتُّ لِعِبَادِیَ الصَّالِحِیۡنَ مَا لَا عَیۡنٌ رَأَتۡ وَ لَا اُذُنٌ سَمِعَتۡ وَ لَا خَطَرَ عَلٰی قَلۡبِ بَشَرٍ

(صحیح بخاری، کتاب التفسیر باب قولہ لا تعلم نفس ما اخفی لھم)

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں نے اپنے نیک بندوں

بقیہ صفحہ 9 پر

ظہیر احمد شاہد

چقندر

کیا چقندر کی چینی روایتی چینی کا نعم البدل ہوسکتی ہے؟

چقندر کا شمار ان پودوں میں ہوتا ہے جن کی ہم جڑیں کھاتے اور اپنے روزمرہ کھانوں میں استعمال کرتے ہیں۔ ان پودوں کو بطور سبزی اور سلاد استعمال کیا جاتا ہے۔ چقندر اپنے منفرد ذائقے کی وجہ سے ان پودوں میں ممتاز مقام رکھتی ہے۔ اسکی متعدد اقسام ہیں جن کی تقسیم ان کی شکل و صورت کے لحاظ سے کی جاتی ہے مثلاً لمبی، بیضوی اور گول وغیرہ۔ چقندر میں شکر کے علاوہ کاربوہائیڈریٹس، پروٹین، آئرن، فائبر، سوڈیم، زنک، پوٹاشیم، میگنیشیم، وٹامن بی اور وٹامن کے بھی پایا جاتا ہے۔

اس کا آبائی وطن یورپ کا بحر روم کا علاقہ یا مغربی ایشیاء ہے۔ یہ گزشتہ دو ہزار سال سے سبزی اور سلاد کے طور پر کھانوں میں استعمال ہو رہی ہے۔ چقندر صحت کیلئے ایک عمدہ غذائی ٹانک ہے۔ اس میں شوگر کی صورت میں کاربوہائیڈریٹس پائے جاتے ہیں جبکہ پروٹین اور چکنائی کی بہت کم مقدار اس میں موجود ہے۔ چقدر کا جوس سبزیوں کے ہر جوس سے زیادہ بہتر سمجھا جاتا ہے۔ یہ قدرتی شکر کا سب سے بہترین ذریعہ بھی ہے۔

کیمائی اجزاء کے حوالہ سے دیکھا جائے تو اس میں سوڈیئم، پوٹاشیم فاسفورس، کیلشیئم، سلفر وغیرہ اجزاء پائے جاتے ہیں جو گردوں اور پِتّے کو صاف کرتے ہیں۔ سرخ چقندر کا انسانی خون اور خون بنانے کی صلاحیت سے گہرا تعلق ہے۔ اس میں موجود آئرن کی وافر مقدار خون کے سرخ ذرات کو نئے سرے سے تخلیق کرتی ہے اور پہلے سے موجود ذرات کو متحرک کرتی ہے۔ جرمنی کے ماہرین کے مطابق سرخ چقندر کا جوس جسم کی قوتِ مدافعت کو تقویت دیتا ہے۔ یہ اینمیا (خون کی کمی) کا عمدہ علاج ثابت ہوا ہے۔ اسکا جوشاندہ پرانی قبض میں بہت مفید ہے۔ یرقان، ہیپاٹائٹس، صفرا کی وجہ سے متلی، قے، اور اسہال میں چقندر کے جوس کا استعمال مفید ہوتا ہے۔

چقندر ایک ایسی فصل ہے جس کا استعمال متعدد اشیاء کی تیاری میں بھی کیا جاتا ہے۔ چقندر کی چار اقسام میں سے ایک قسم چینی نکالنے کیلئے جبکہ باقی سبزی اور سلاد کے طور پر استعمال ہوتی ہیں۔ تاریخ کے مطالعہ سے پتہ چلتا ہے کہ چقندر کی کاشت سولہویں صدی عیسوی میں یورپ سے شروع ہوئی۔ اپنے بے شمار طبی فوائد اور منفرد ذائقے کی بدولت چقندر نے دنیا میں جلد ہی ایک اہم مقام حاصل کرلیا۔ پاکستان کے صوبہ خیبر پختونخوا میں 1912ء سے لے کر 1928ء تک چقندر کی کاشت پر ڈاکٹر ڈبلیو آر براون سابق صوبہ خیبر پختونخوا کے ایگریکلچر آفیسر کی زیر نگرانی تجربات کیے اور ثابت کیا کہ وادی پشاور چقندر کی کاشت کے لیے موزوں ہے۔ 1952ء میں زرعی ماہرین نے چقندر پر مزید توجہ دی اور اندازہ کیا کہ چقندر سے حاصل شدہ چینی گنے کی چینی کی نسبت زیادہ فائدے مند ہے۔ چقندر میں گنے کی نسبت 30 فیصد زیادہ چینی پائی جاتی ہے۔ پاکستان میں چقندر سے چینی بنانے کی دو فیکٹریاں موجود ہیں۔ چقندر پاکستان کے علاوہ بھارت، یورپی ممالک اور شمالی افریقہ میں بکثرت کاشت کیا جاتا ہے۔

طبی فوائد

چقندر کا پیسٹ یا قتلے بنا کر آنکھوں کے اطراف میں لگانے سے آنکھوں کی سوزش اور جلن میں افاقہ ہوتا ہے۔ چقندر کے پانی کو روغن زیتون میں ملا کر جلے ہوئے مقام پر لگانا مفید ہے۔ سفید چقندر کا پانی جگر کی بیماریوں میں اچھے اثرات رکھتا ہے۔ چقندر کے قتلوں کو پانی میں ابال کر اس پانی کی ایک پیالی صبح ناشتے سے ایک گھنٹہ پہلے پینے سے پرانی قبض جاتی رہتی ہے اور بواسیر کی شدت میں کمی آجاتی ہے۔ فائبر سے بھرپور ہونے کے سبب یہ ہاضمے کو بہتر بنانے میں مدد دیتا ہے۔ فائبر ایک اہم غذائی جز ہے جو آنتوں کو صحت مند رکھنے کے لئے جانا جاتا ہے۔ جلد کے زخموں اور خشک خارش میں چقندر کے قتلوں کو پانی اور سرکہ میں ابال کر لگانا مفید ہے۔ اس مرکب کو لگانے سے سر کی خشکی غائب ہو جاتی ہے۔ چقندر کے اجزاء دست آور ہیں جبکہ اسکا پانی دستوں کو بند کرتا ہے۔ ایک کپ چقندر میں ساڑھے 3 گرام فائبر ہوتی ہے اور یہ جز قبض کی روک تھام میں مدد دیتا ہے۔ نہ گھلنے والا فائبر غذا کو تیزی سے غذائی نالی سے گزرنے میں مدد دیتا ہے اور بہت جلد خارج بھی کر دیتا ہے، قبض کا شکار رہنے والوں میں

بواسیر کا خطرہ بھی زیادہ ہوتا ہے تو چقندر اس موذی مرض سے بھی تحفظ فراہم کرسکتی ہے۔ اوکلاہاما کی تحقیق میں بتایا گیا کہ پرانی قبض یا کم فائبر والی غذا بواسیر کا خطرہ بڑھاتی ہے جس سے بچاؤ کے لیے زیادہ فائبر والی غذائیں جیسے چقندر فائدہ مند ہے۔

ایک تحقیق کے مطابق چقندر کا جوس نکال کر پینا جسمانی مشقت کے کاموں کے لیے توانائی بڑھاتا ہے۔ ایک تجربہ کے دوران متعدد افراد کو چار ہفتوں تک ڈھائی سو ملی لیٹر چقندر کا جوس استعمال کرایا گیا جس سے معلوم ہوا کہ ان کے بلڈ پریشر میں نمایاں کمی آئی ہے۔

چقندر میں اینٹی آکسائیڈنٹس کی مقدار بہت زیادہ ہوتی ہے، جو کہ جسم میں گردش کرنے والے فری ریڈیکلز کے نقصان سے بچانے میں مدد کرتا ہے اور آکسیڈیٹو تناؤ کو دور کرتا ہے۔

تحقیق نے یہ بھی ثابت کیا ہے کہ یہ سوزش کو کم کرنے میں بھی مدد کرتا ہے اور ساتھ ہی یہ آسٹیو ارتھرائٹس کے درد سے بھی نجات دلاتا ہے۔ اس کے علاوہ آئرن اور فولک ایسڈ سے بھرپور ہونے کی وجہ سے چقندر خون کی کمی کو دور کرنے میں مدد کرتا ہے۔ یہ خون کے خلیوں کو بڑھاتا ہے جو ہمارے جسم کے مختلف حصوں تک آکسیجن لے جانے کا کام کرتے ہیں۔ ماہرین کا اس کے جوس کو استعمال کرنے کے حوالے سے کہنا ہے کہ جوس کو فریج میں اسٹور نہ کریں فریج والا جوس نقصان دہ ہوتا ہے چقندر کا تازہ جوس گاجر، مالٹا، کنو، آڑو اور سیب وغیرہ کے ساتھ ملا کر ہی پیا جائے تو مفید رہتا ہے۔

بقیہ: اداریہ...... از صفحہ 3

ہے۔ اگر ہم خلیفۃ المسیح سے وفاداری کریں گے تو یہ وفاداری اللہ سے ہو گی کیونکہ آپ اس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے اللہ تعالیٰ کے نمائندہ ہیں۔

اور اللہ تعالی سے وفاداری یوں ہے کہ ہم احکام خداوندی پر کان دھریں۔ قال اللہ و قال الرسول ﷺ کو حرز جان بنائیں۔ عبادات کا حق ادا کرنے والے ہوں۔ نمازیں پڑھیں۔ نوافل پڑھیں۔ تسبیحات کریں۔ اس کے بندوں کے حقوق ادا کریں جو اس کی مخلوق ہیں اور اشرف المخلوقات داخل ہونے کے لحاظ سے احترام کے قابل ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام اور احمدیت کی تاریخ صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور بزرگ اسلاف نیز مخلص احباب جماعت کی مالی، جانی عزت اور وقت کی قربانیوں سے بھری پڑی ہے۔ جماعت احمدیہ میں حضرت صاحبزادہ عبداللطیف شہیدؓ اور حضرت عبدالرحمٰن شہیدؓ کی کابل میں شہادتوں، پاکستان میں آئے دن ہونے والی شہادتوں بالخصوص 28 مئی 2010ء کو لاہور میں 85 کے مخلصین احمدیت احباب کی شہادتوں اور پھر بیرون پاکستان میں شہادتوں کی ایک لمبی فہرست ہے۔ جنہوں نے اپنی جانیں محض للہ جان آفرین کے سپرد کر دیں مگر اسلام احمدیت اور اپنے خاندان پر ذرہ بھر بھی حرف اور عزت پر آنچ نہیں آنے دی۔ یہ بھی حقیقت ہے کہ شہادت سے قبل بعض جماعت احمدیہ کے بہادر پہلوانوں کو لالچ دیا گیا مگر ان وفاداروں نے اس لالچ کو جوتے کی نوک پر رکھ کر رد کر دیا اور دشمنوں کو شکست فاش سے دوچار کر دیا۔ یہی وہ لوگ ہیں جن کی قربانیوں کی بنیادوں پر جماعت احمدیہ کی ترقیات کی بلند و بالا عمارت ایستادہ ہے۔ قربانیوں کا یہ سلسلہ اور یہی وہ وفا تھی جو صحابہؓ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے توسط سے جماعت احمدیہ مسلمہ میں منتقل ہوئی اور مسلسل ہوتی جا رہی ہے اور ان شاء اللہ آئندہ بھی ہوتی چلی جائے گی۔

تری محبت کے جرم میں ہاں جو پیس بھی ڈالے جائیں گے ہم
تو اس کو جانیں گے عین راحت، نہ دل میں کچھ خیال لائیں گے ہم

لو جو کچھ موت کے آنے سے پہلے ہو سکے
تیر چھٹ کر موت کا پھر کیا خطا ہو جائے گا

ادق ہے اگر تو صدق دکھا، قربانی کر ہر خواہش کی
ہیں جنسِ وفا کے ماپنے کے دنیا میں یہی پیمانے دو

اس نادر موقع کو غنیمت جانتے ہوئے خاکسار تمام احباب جماعت اور قارئین الفضل کی طرف سے حضرت خلیفۃ المسیح کی خدمت اقدس میں یہ عہد کرتا ہے کہ: یا سیدنا! آج ہم عہد کرتے ہیں کہ اپنے خالق حقیقی اللہ تعالیٰ سے ہم اور ہماری اولادیں اپنی زندگیوں میں کبھی بھی بے وفائی نہیں کریں گے۔ خلافت احمدیہ کے مرتے دم تک وفادار رہیں گے اور آپ نے خلافت جوبلی کے موقع پر جماعت احمدیہ کو جو خلافت سے وفا و اطاعت کا عہد عطا فرمایا ہے، اس کے ہر لفظ پر ایمان لائیں گے اور اس پر عمل یقینی بنائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

رہِ خدا میں ہی جاں فدا ہو، دل عشقِ احمد میں مبتلا ہو
اس پہ ہی میرا خاتمہ ہو، یہی مرے دل کا مدعا ہے

(ابو سعید)

رپورٹ: مجلس خدام الاحمدیہ امریکہ

نیشنل آن لائن اجلاس عام

مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے نے ایک نیشنل آن لائن اجلاس عام 17 اکتوبر 2021ء بروز اتوار زوم کے ذریعے منعقد کیا۔ اس اجلاس کی صدارت محترم امیر جماعت یو ایس اے مرزا مغفور احمد صاحب نے کی۔ اللہ کے فضل و کرم سے اس آن لائن اجتماع میں تقریباً 2000 خدام، اطفال اور والدین نے شرکت کی۔

پروگرام

اجلاس کا آغاز تلاوت کلام پاک، خدام کے تجدید عہد اور نظم سے ہوا۔ صدر مجلس خدام الاحمدیہ یو ایس اے ڈاکٹر مدیل عبداللہ صاحب نے سال 2020ء۔2021ء کی مجلس کی رپورٹ پیش کی۔ رپورٹ میں ہر محکمے کے اعداد و شمار شامل تھے اور اہم کامیابیوں اور شعبوں کی بہتری کے لیے کچھ گزارشات کا ذکر کیا گیا۔ اس کے بعد 2019ء۔2020ء کے خدام الاحمدیہ کے سال کے لیے مجالس کے ایوارڈز کا اعلان کیا گیا۔ فورٹ ورتھ مجلس کو علم انعامی ایوارڈ پیش کیا گیا۔ اس پروگرام کے ایک اہم حصے کی کاروائی شروع ہوئی، جو سید طالع احمد شہید صاحب کی یاد میں تھا اور اس کا عنوان تھا:

’’سید طالع شہید: خلافت کا سچا پیروکار۔‘‘

اس حصہ میں سید طالع شہید کے بھائی سید عادل احمد صاحب بھی شامل ہوئے جنہوں نے اپنے مرحوم بھائی کے ایک مثالی خادم ہونے کی یادیں بیان کیں۔ پروگرام کا اختتام محترم امیر جماعت یو ایس اے کے ساتھ سوال وجواب کی نشست اور دعا پر ہوا۔

اہم پروگرام

ایک اہم حصہ پروگرام کا جو منعقد کیا گیا اس کا عنوان تھا:

’’سید طالع احمد شہید: خلافت کا ایک سچا پیروکار‘‘

اور اسکی صدارت کے فرائض مہتمم تربیت، ابراہیم چوہدری صاحب نے ادا کیے اور مہمان خصوصی سید طالع شہید کے بھائی سید عادل احمد صاحب تھے۔ اس پروگرام میں حضرت خلیفۃ المسیح (ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز) کے خطبہ جمعہ (3 ستمبر 2021ء) کے کلپس شامل کیے گئے جو سید طالع احمد شہید کی زندگی کے متعلق تھے۔ اس کے علاوہ ایم ٹی اے دستاویزی فلم ’’خلافت کا ایک ہیرا‘‘ بھی پیش کی گئی۔ اس پروگرام میں سید عادل احمد

صاحب نے اپنے مرحوم بھائی کے ذاتی واقعات بیان کیے جو خلافت سے ان کی مثالی محبت کو ظاہر کرتے ہیں۔ سید عادل احمد صاحب کی چند روایتیں درج ذیل ہیں:

دنیاوی خواہشات پر قابو پانا

عادل احمد صاحب کہتے ہیں:

طالع اور میں خوش قسمت تھے کہ ہمارے والدین نے ہمیں چھوٹی عمر میں ہی جماعت اور خلافت سے جوڑ دیا۔ ہمارے والدین کوشش کرتے رہے کہ ہم جماعت کی سرگرمیوں میں زیادہ سے زیادہ شامل ہوں۔

میرے بہن بھائی اور میں ہمیشہ یہی لکھیں گے کہ طالع سب سے زیادہ پسندیدہ تھا لیکن کبھی بھی برے انداز میں نہیں بلکہ محبت بھرے انداز میں۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس کا ہماری امی جان کے ساتھ ہمیشہ دوست جیسا رشتہ تھا اور وہ ہمیشہ ان سے کسی بھی چیز کے بارے میں بات کرسکتا تھا جب بھی وہ کسی مشکل میں ہوتا۔ وہ سچا اور ایماندار تھا اور کبھی جھوٹ نہیں بولتا تھا۔

اس کا حضور سے بہت گہرا تعلق تھا۔ وہ ہمیشہ حضور انور کو خط لکھتا اور حضور انور کے ساتھ فیملی ملاقات کو بھی ممکن بناتا جب بھی حضور سے اجازت مل جاتی۔

وہ کبھی بھی کسی چیز کو ظاہری رکھ رکھاؤ کی وجہ سے ترجیح نہیں دیتا تھا، خاص طور پر اپنے ایمان کا دکھاوا نہیں کرتا تھا۔ وہ ہمیشہ ہر چیز کو دل سے قبول کرتا اور اس کو سمجھنے کے لیے سوال کرتا، تحقیق کرتا کہ یہ معلوم کرسکے کہ یہ اسلامی تعلیم اسطرح کیوں ہے اور اس کی تائید کے کیا ثبوت ہیں۔ اس لئے اسے بہت چھوٹی عمر میں ہی اپنے مذہب اور جماعت کے بارے میں اچھی طرح سمجھ آ گئی تھی۔

حضرت خلیفۃ المسیح کی محبت

عادل احمد صاحب کہتے ہیں:

حضور نے کووڈ کے دوران اسلام آباد سے کہیں اور جانے کے لئے سفر نہیں کیا، لیکن طالع کی موت کی خبر سننے کے بعد حضور انور ہم سے ملنے تشریف لائے اور ہمیں تسلی دی۔ اس کے بعد حضور انور مسلسل ہماری خیریت معلوم رہے اور ہمیں اپنے آپ کو خط لکھنے کی ترغیب دلاتے رہے اور ہمارے خطوط کا جواب بھی دیتے رہے۔

حضور انور کا طالع کے بارہ میں خطبہ جمعہ ہمارے خاندان کے لیے باعث راحت اور سکون بنا۔ خطبہ بہت خوبصورت اور پیار بھرا تھا اور جس سے مجھے (سید طالع کی شہادت کے) غم کو کم کرنے میں مدد ملی۔

حضور انور نے دعاؤں کے ساتھ ساتھ ہمیں عملی مشورہ دیا۔ حضور انور نے ہمیں خاص طور پر پہلے 5-6 ہفتے جماعت کے کاموں میں شامل ہونے کا مشورہ دیا۔ حضور انور نے ہمیں بتایا کہ ہمیں اپنے آپ کو مصروف رکھنے کی ضرورت ہے اور اس شہادت پر غم میں ڈوبے رہنے کی ضرورت نہیں۔ حضور انور نے ہمیں فیملی میں ایک دوسرے کا خیال رکھنے کا مشورہ بھی دیا۔

”حضور انور چیز کو بہت خوبصورتی سے متوازن رکھتے ہیں اور اپنے وقت کی پابندی کرتے ہیں، اور ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرتے۔‘‘

سید طالع احمد شہید کی میراث

عادل احمد صاحب کہتے ہیں:

کبھی کبھی میں سنتا ہوں کہ ’ہم طالع کی طرح نہیں ہو سکتے اور ہم اس مقام کو کبھی بھی حاصل نہیں کر سکتے‘ لیکن یہ کوشش نہ کرنے کا بہانہ ہے۔ اس مقام کو حاصل کرنے کے لیے ہم سب کو اپنی پوری کوشش کرنی چاہیے۔ یقیناً ہم کر سکتے ہیں۔ اللہ ہمیں کچھ بھی دے سکتا ہے اگر ہم سچے دل سے چاہیں اور اس کے لیے کام کریں۔ جس طرح طالع نے اسے حاصل کیا۔

ان کی شہادت کے بعد سے، مجھے آخرت کی زندگی کے بارے میں زیادہ شعور ہوگیا ہے اور میں اس کے بارے میں روزانہ سوچتا ہوں۔ میں اپنے تقویٰ کو بڑھانے کے لیے شعوری کوششیں کر رہا ہوں اور میرے خیال میں آپ سب کو بھی ایسا کرنا چاہیے کیونکہ ہم نہیں جانتے کہ ہم کب اس دنیا کو چھوڑ کر اگلی دنیا میں چلے جائیں۔ ہر روز اپنا آخری دن سمجھیں اور اپنے آپ کو بہتر بنانے کی حقیقی اور مخلصانہ کوشش کریں۔

ایک اور بات یہاں کرتا چلوں، کہ طالع کی تبدیلی راتوں رات نہیں ہوئی بلکہ وقت کے ساتھ آہستہ آہستہ ہوئی۔ اس نے جماعت کی ذمہ داریوں سے کبھی بھی گھبراہٹ محسوس نہیں کی اور پیچھے نہیں ہٹا، تبلیغ کے مواقع اپنے علم کو بہتر بنانے کے لیے استعمال کیے۔ ہم سب کو اپنے خالق کے ساتھ اپنے تعلق کو بڑھانے سے گھبرانا نہیں چاہیے، بلکہ اس کے لیے کوشش کرنی چاہیے۔

طالع کی شہادت نے واقعی مجھے سوچنے پر مجبور کر دیا۔ میرے لیے یہ صرف ایک دکھ بھرا واقع ہی نہیں رہا بلکہ ایک طرح سے نعمت بھی بن گیا کیونکہ اس نے مجھے آخرت کی زندگی کے بارے میں سوچنے پر مجبور کیا اور وہاں تک پہنچنے کے لیے میں کیا تیاری کر رہا ہوں اور یہ سوچنے پر مجبور کر دیا کہ میں طالع سے ملنے کے لیے کیا تیاری کر رہا ہوں۔

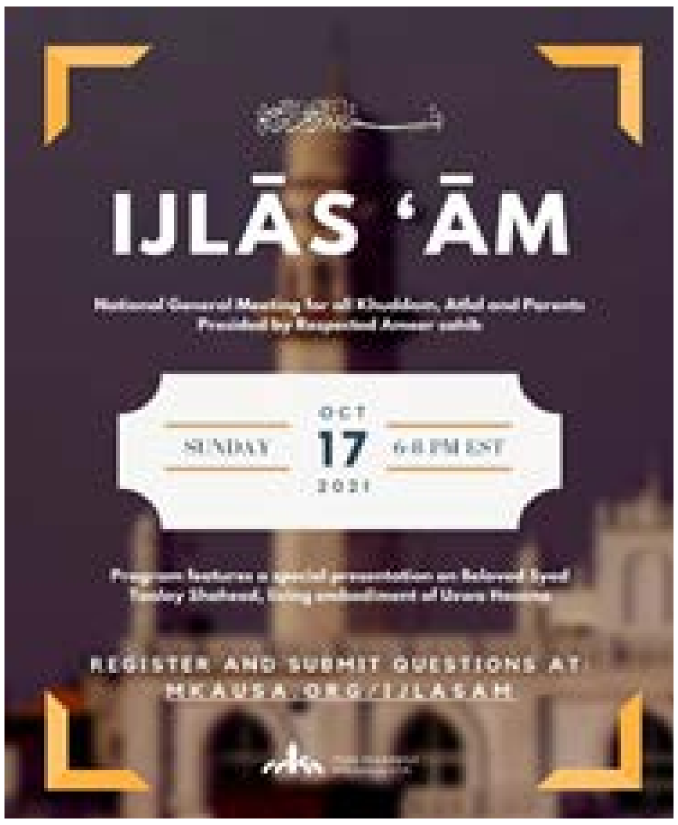

رپورٹ: عبد الہادی قریشی ۔نمائندہ الفضل آن لائن سیرالیون

سالانہ اجتماع مجلس خدام الاحمدیہ و مجلس شوریٰ سیرالیون

محض اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 28, 29 ؍اکتوبر 2021ء کو مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون کو اپنا سالانہ اجتماع اور شوریٰ بمقام مسجد بیت السبوح فری ٹاون منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

سالِ نو کے آغاز کے ساتھ ہی سالانہ نصاب مقرر کر کے تمام ریجن اور مجالس کو بھجوا دیا گیا تھا اور اکثر مجالس نے باقاعدہ تیاری کے ساتھ دورانِ سال اپنے اپنے اجتماعات منعقد کئے۔

اجتماع کے انعقاد سے قبل مرکزی مجلسِ عاملہ کی متعدد میٹنگز کی گئیں اور شعبہ جات تقسیم کر کے باقاعدہ تیاری شروع کر دی گئی۔ اجتماع و شوریٰ کے انعقاد سے قبل حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں دعائیہ خطوط لکھے گئے اور صدقات بھی ادا کئے گئے۔

مؤرخہ 28 ؍اکتوبر کو تمام ریجنز سے خدام و اطفال جوق در جوق مسجد بیت السبوح پہنچنا شروع ہو گئے جن کی موقع پر رجسٹریشن کی گئی اور رہائش کا انتظام بھی مسجد میں ہی کیا گیا۔ نمازِ جمعہ سے قبل ہی تمام شاملین مسجد پہنچ گئے تھے۔ اور انہوں نے مسجد میں ہی حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کا خطبۂ جمعہ براہِ راست سنا۔ حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ کے بعد نمازِ جمعہ باجماعت ادا کی گئی۔ مولوی منیر ابو بکر یوسف صاحب نیشنل صدر خدام الاحمدیہ نے خطبہ دیا اور نماز جمعہ وعصر کی امامت کروائی۔ آپ نے اپنے خطبہ میں خدام کو عملی اصلاح کی طرف توجہ دلائی۔

سہ پہر تین بجے پہلے سیشن کا باقاعدہ آغاز مکرم منیر ابو بکر صاحب نیشنل صدر مجلس خدام الاحمدیہ کی صدارت میں تلاوتِ قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا۔ مکرم ابراہیم اے سیسے صاحب نے تلاوت و ترجمہ پیش کیا جس کے بعد صدر صاحب نے خدام کو ان کا عہد دہرایا۔ مکرم خالد تامو صاحب نے نظم پیش کی۔ مکرم مولوی عثمان باری صاحب نیشنل معتمد نے استقبالیہ خطاب پیش کیا اور صدر صاحب نے افتتاحی خطاب فرمایا اور دعا کروائی جس کے بعد درج ذیل تقاریر ہوئیں۔

جماعت احمدیہ سیرالیون کی سوسالہ تاریخ۔ مکرم مولوی مورث کمارا صاحب، مبلغ سلسلہ

ایک مثالی گھرانہ۔ مکرم مولوی سلیمان بنگورا صاحب

خدمتِ دین کو اک فضلِ الٰہی جانو۔ مکرم احمد الفا صاحب

سابق صدر خدام الاحمدیہ مکرم سعید و کیلفلا صاحب نے بھی خدام کو نصائح فرمائیں۔

تقاریر کے بعد شاملین کی خدمت میں ظہرانہ پیش کیا گیا۔

نمازِ مغرب وعشاء کی ادائیگی کے بعد خدام و اطفال کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ ان مقابلہ جات میں تلاوت، اذان، حفظِ قرآن، حفظ حدیث، حفظِ عہد و حفظِ وعدہ اطفال، حفظِ قصیدہ وغیرہ کے مقابلہ جات ہوئے۔

دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز نمازِ تہجد باجماعت سے ہوا۔ نمازِ فجر اور درس کی ادائیگی بعد صبح سات سے آٹھ بجے کے دوران خدام و اطفال نے بعض مرکزی شاہراہوں پر مارچ پاسٹ کیا اور نعرہ ہائے تکبیر اور دیگر نعرے بلند کئے۔

ناشتہ کے بعد سیشن کا باقاعدہ آغاز صبح ساڑھے نو بجے تلاوت قرآنِ کریم و ترجمہ سے ہوا۔ مکرم مولوی سانفا بنگورا صاحب نے تلاوت و ترجمہ پیش کیا۔ عزیزم ملک باسل احمد صاحب نے نظم پیش کی۔ جس کے بعد درجِ ذیل تقاریر ہوئیں۔

امورِ طلباء (پڑھائی کے ساتھ اور بعد میں جماعتی خدمت)۔ مکرم عثمان بنگورا صاحب۔

آئیڈیل احمدی گھرانہ۔ مکرم موسیٰ محمود صاحب، سابق صدر مجلس خدام الاحمدیہ سیرالیون

میتھا میٹکس کی اہمیت۔ مکرم صالحو ڈوکورے صاحب، ممبر نیشنل عاملہ سیرالیون

اس روز بھی مزید کچھ علمی مقابلہ جات کروائے گئے جن میں تقریر، دینی معلومات اور پیغام رسانی شامل تھے۔

نمازِ ظہر وعصر کی ادائیگی کے بعد اختتامی تقریب وتقسیم انعامات ہوئی جس کی صدارت مکرم مولانا سعید الرحمٰن صاحب، امیر ومشنری انچارج سیرالیون نے کی۔ مکرم ابراہیم اے سیسے صاحب نے تلاوت و ترجمہ پیش کیا اور صدر صاحب نے خدام کا عہد دہرایا۔ مکرم خالد تامو صاحب نے نظم پیش کی۔ مکرم مولوی عثمان باری صاحب نے رپورٹ پیش کی۔ مکرم امیر صاحب نے پوزیشن لینے والے خدام و اطفال میں انعامات تقسیم فرمائے۔ اس سال Mile91 ریجن نے مجموعی طور پر پہلی پوزیشن حاصل کی۔ مکرم امیر صاحب نے اپنے خطاب میں پوزیشن لینے والے خدام و اطفال کو مبارکباد پیش کی اور فرمایا کہ خدام نے جو کام شروع کئے ہیں انہیں اچھے طریق سے جاری رکھیں۔ آپ نے خدام کو باقاعدہ یونیفارم میں آنے پر سراہا اور انہیں اس طرف بھی توجہ دلائی کے وہ اپنے مجلس کے اور دیگر چندے پوری شرح اور باقاعدگی سے ادا کریں۔ دعا کے ساتھ ان دو بابرکت دنوں کا اختتام ہوا جس کے خدام اپنے گھروں کو روانہ ہو گئے۔

مجلسِ مشاورت

اس سال مجلسِ مشاورت کے ایجنڈے میں بجٹ پیش ہوا اور نئے صدر کا انتخاب ہوا۔ مشاورت میں ہونے والی تجاویز پر سفارشات منظوری کے لئے حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی خدت میں بھجوا دی گئیں ہیں۔

حاضری اجتماع 88۔ حاضری مجلسِ مشاورت 150

بقیہ: اسلام میں حیات آخرت کا تصور...... از صفحہ 6

کے لیے ایسی ایسی نعمتیں تیار کر رکھی ہیں جن کو کسی آنکھ نے نہیں دیکھا، نہ کسی کان نے سنا اور نہ کسی انسان کے دل میں ان چیزوں کا خیال تک گزرا۔

اب ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ کیا جنت وجہنم دائمی ہوں گی؟ اس بارے میں قرآن کریم کی تعلیم یہ ہے کہ جنت دائمی ہے اور جہنم عارضی ہے۔ جنت کے متعلق فرمایا:

عَطَآءً غَیۡرَ مَجۡذُوۡذٍ

(ہود: 109)

کہ جنت ایک ایسی عطا ہے کبھی منقطع نہیں ہو گی۔ جبکہ جہنم کے عارضی ہونے کے متعلق فرمایا:

عَذَابِیۡۤ اُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ اَشَآءُ ۚ وَ رَحۡمَتِیۡ وَسِعَتۡ کُلَّ شَیۡءٍ

(الاعراف: 157)

یعنی میں اپنا عذاب جس مستحق کو چاہتا ہوں دیتا ہوں مگر میری رحمت ہر ایک چیز پر حاوی ہے۔ گویا رحمت عذاب پر بھی حاوی ہے اور رحمت کی وسعت عذاب کو ختم کر دے گی۔ خود رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

یَأْتِیْ عَلٰی جَھَنَّمَ زَمَانٌ لَّیْسَ فِیْھَا اَحَدٌوَّ نَسِیْمُ الصَّبَا تُحَرِّكُ اَبْوَابَھَا

(تفسیر معالم التنزیل)

کہ ایک ایسا وقت آئے گا کہ جہنم خالی ہو جائے گی اور باد نسیم اس کے دروازوں کو کھٹکھٹائیگی۔ یعنی جہنم بے آباد ہو چکی ہو گی۔

لیکن یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے جو عذاب آتا ہے وہ دردناک ہوتا ہے۔ یعنی شدت بھی اس میں ہوتی ہے اور لمبا بھی ہوتا ہے۔ عذاب اور دکھ کی تو ایک گھڑی بھی لمبی معلوم ہوتی ہے اور یوں معلوم ہوتا ہے کہ کبھی ختم نہیں ہو گی

حیات بعد الموت میں سخت باز پرس کے تصور سے شدید پریشانی کے عالم میں ہمارے دل میں سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا ہماری نجات کی کوئی راہ ہے؟ اسی حالت میں جب قرآن کریم پر نگاہ پڑتی ہے تو غفور الرحیم خدا فرماتا ہے:

لَا تَقۡنَطُوۡا مِنۡ رَّحۡمَۃِ اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ یَغۡفِرُ الذُّنُوۡبَ جَمِیۡعًا

(الزمر: 54)

یعنی اے وہ تمام انسانو ں جو اپنے گناہوں کی وجہ سے سخت پریشان ہو، اپنے اعمال کو درست بھی کرو اور ساتھ ہی یاد رکھو کہ اللہ کی رحمت سے مایوس مت ہو۔ یاد رکھو خدا تعالیٰ تمام گناہوں کو معاف کرنے کی اہلیت رکھتا ہے۔ وہ جہاں انتقام لینے میں سخت ہے، وہیں وہ ارحم الراحمین یعنی تمام رحم کرنے والوں سے بڑھ کر رحم کرنے والا بھی تو ہے۔ مگر اس کی مغفرت سے وہی فائدہ اٹھا سکتا ہے جو سچے دل سے تمام گزشتہ گناہوں سے توبہ و استغفار کرے اور آئندہ کسی گناہ کے نہ کرنے کا عہد کرے۔ حضرت رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

اللہ تعالیٰ اپنا ہاتھ رات کو پھیلاتا ہے تا کہ دن کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ کو قبول کرے۔ اور دن کے وقت ہاتھ پھیلاتا ہے تا کہ رات کے وقت گناہ کرنے والوں کی توبہ قبول کرے۔ اور اللہ تعالیٰ ایسا ہی کرتا رہے گا یہاں تک کہ سورج اپنے مغرب سے طلوع ہو

(صحیح مسلم، کتاب التوبہ بات قبول التوبہ من ذنوب)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں

’’سچی بات ہے کہ توبہ اور استغفار سے گناہ بخشے جاتے ہیں اور خدا تعالیٰ اس سے محبت کرتا ہے۔ سچی توبہ کرنے والا معصوم کے رنگ میں ہوتا ہے۔ پچھلے گناہ تو معاف ہو جاتے ہیں پھر آئندہ کے لیے خدا سے معاملہ صاف کر لے۔ اس طرح سے خدا تعالیٰ کے اولیاء میں داخل ہو جائے گا اور پھر اس پر کوئی خوف اور حزن نہیں ہو گا۔‘‘

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 594)

ہم پر خدا تعالیٰ کا بے پایاں فضل و احسان ہے کہ اس نے ہمیں نبوت کی قائم مقام خلیفۃ المسیح کی ذات عطا فرمائی ہے جو ہمارے روحانی و اخلاقی نگران ہیں۔ وہ ہمیں نہ صرف حیات الدنیا بلکہ حیات الآخرت میں بھی کامیابی و کامرانی کی خاطر دن رات راہنمائی عطا فرماتے اور نصائح سے نوازتے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم خلیفۃ المسیح کی تمام نصائح کو سنیں، ان پر عمل کریں اور حرزجان بنائیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

علامہ محمد عمر تماپوری ۔انڈیا

اسلامی اصطلاحات برموقع حج وعمرہ از روئے قرآن وحدیث

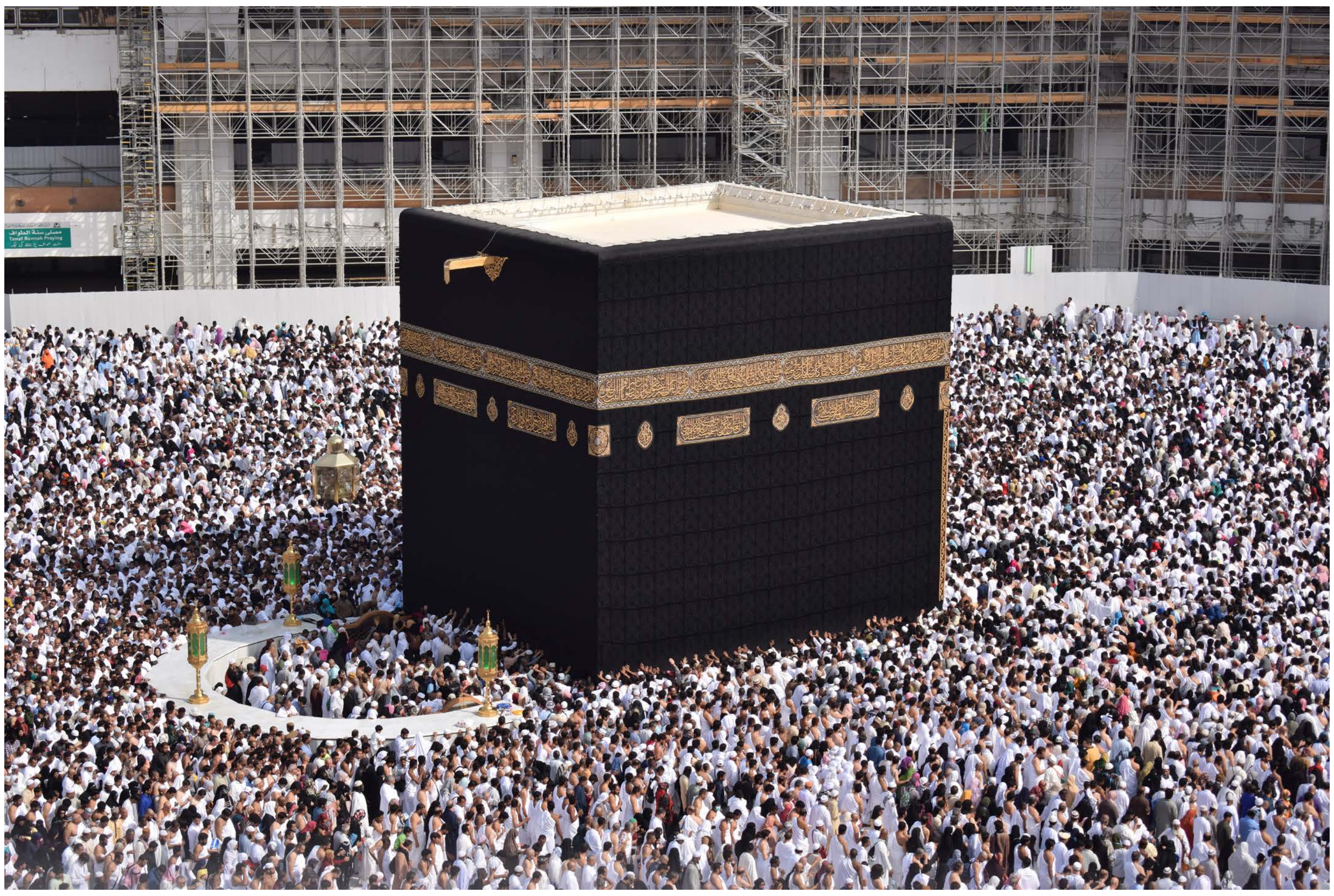

حج: وقت مقررہ پر مکہ مکرمہ معظمہ میں بیت اللہ کی زیارت کرنا۔ارکان اسلام میں سے ایک رکن ہے۔

تلبیہ: زائرین حج کی مخصوص پکار جو بار بار وقفہ وقفہ سے لَبَّیۡکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ لَبَّیۡکَ لَا شَرِیۡکَ لَکَ لَبَّیۡکَ إِنَّ الۡحَمۡدَ وَالنِّعۡمَۃَ لَکَ وَالۡمُلۡکَ لَاشَرِیۡکَ لَکَ ترجمہ تیرے حضور حاضر ہوں اے اللہ تیرے حضور حاضر ہوں تیرے حکم پر تیرے در پر حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں بے شک حمد وشکر کا مستحق تو ہی ہے انعام واحسان کرنا تیرا ہی حق ہے اے مالک تیرا کوئی شریک نہیں۔

میقات: وہ مقام جہاں سے حاجی حج یا عمرہ کے لئے احرام باندھتے ہیں اور تلبیہ پڑھنا شروع کرتے ہیں لَبَّیۡکَ اللّٰھُمَّ لَبَّیۡکَ ...

احرام: حج کے لباس کا نام احرام ہے تلبیہ پڑھنے والا یہ لباس پہننے والا محرم کہلاتا ہے۔

اضطباع: احرام کی چادر کو دائیں بغل کے نیچے سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنے اور دایاں شانہ کھلا رکھنے کے عمل کو اضطباع کہا جاتا ہے یہ چستی اور اظہار قوت کے لئے کیا جاتا ہے۔

آفاقی: بیرون حرم سے آیا ہوا حاجی جو میقات کے باہر کے کسی علاقے سے آیا ہو اس کو آفاقی کہتے ہیں۔

حرم: خانہ کعبہ کی چار دیواری مقدس جگہ، باعظمت زیارت گاہ، بیت اللہ ،بیت العین۔

مطاف: طواف کرنے کی جگہ جو خانہ کعبہ کے اردگرد راستے کی صورت میں بنی ہوئی ہے۔

استلام: حجر اسود کو چھونے اور بوسہ دینے کو استلام کہا جاتا ہے۔

حجر اسود: وہ سیاہ پتھر جو خانہ کعبہ کی دیوار میں نصب ہے جس کو چھونا یا بوسہ دینا سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے۔

طواف: بیت اللہ کے گرد سات چکر لگانے کا نام طواف ہے

شوط: بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہوئے حجر اسود سے چل کر پھر اسی جگہ آتے ہیں ایک مکمل چکر کو شوط کہتے ہیں۔

جنابت: احرام کی حالت میں جنسی گفتگو کرنا یا اشارہ کرنا جو ممنوع ہے اس کا کفارہ لمبی قربانی یا صدقہ ہے۔

سعی: صفاء اور مروہ کی دونوں پہاڑیوں کے درمیان دوڑ لگانے کو سعی کہا جاتا ہے۔اس سعی کے لئے سات دوڑ (چکر) لگائے جاتے ہیں۔

ایام تشریق: ماہ ذی الحج کی 13,12,11 تاریخوں کو ایام تشریق کہا جاتا ہے ان دنوں میں رمی جمار، قربانی اور طواف افاضہ کیا جاتا ہے۔

رمی جمار: کنکریوں کا پھینکنا،عرفات سے واپسی کے بعد حاجی حضرات منیٰ میں تین ستونوں پر کنکریاں مارتے ہیں اس کو رمی جمار کہتے ہیں۔

یوم عرفہ: ذی الحج کی 9 تاریخ کو تمام حاجی میدان عرفات میں جمع ہوتے ہیں قیام کرتے ہیں اور خطبہ سنتے ہیں۔

وقوف: سے مراد ٹھہرنا ہے۔منیٰ، مزدلفہ اور عرفات میں ٹھہرنے کو وقوف کہا جاتا ہے۔

ہدی: قربانی کا جانور جو حاجی اپنے ہمراہ لے جاتے ہیں یا ان کو قربانی کی جگہ مہیا کیا جاتا ہے۔

یوم النحر: ذی الحج کی دس تاریخ کو تمام حاجی میدان عرفات اور مزدلفہ سے واپس آکر قربانی کرتے ہیں، یعنی قربانی کا دن۔

تحلیق وتقصیر: مزدلفہ سے واپسی کے بعد دس ذی الحجہ کو قربانی کے بعد سرمنڈانے کو تحلیق اور بال کٹوانے کو تقصیر کہتے ہیں۔

طواف کعبہ: بیت اللہ شریف کے گرد چکر لگانے کا نام طواف کعبہ ہے۔طواف کی بھی چند اقسام ہیں۔

طواف قدوم: مکہ مکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے یہی طواف کیا جاتا ہے اس کو طواف التحیۃ بھی کہتے ہیں۔

طواف عمرہ: وہ طواف جو عمرہ کرتے وقت کیا جاتا ہے اس کے بغیر عمرہ مکمل نہیں ہوتا۔

طواف زیارت: حج میں قیام عرفات سے واپسی کے بعد یہ طواف کیا جاتا ہے اسے طواف افاضہ بھی کہا جاتا ہے۔یہ بھی ایک رکن ہے۔

طواف نذر: اگر کسی نے طواف کی نذر مانی ہو مثلاً والدین کے لئے یا کسی کے لئے بھی کہ میں ان کی طرف سے طواف کروں گا تو اس پر لازم ہو جاتا ہے کہ وہ طواف کر کے اپنی نذر پوری کرے۔

طواف نفلی: مکہ مکرمہ میں پہنچنے کے بعد بیت اللہ شریف کے جس قدر بھی ممکن ہو طواف کرتے چلے جائیں۔یہ بہت بڑی سعادت ہے ۔یہ ہر وقت جب بھی موقع ملے کیا جاسکتا ہے۔حضرت خلیفۃ المسیح الاولؓ کے بارے میں آتا ہے کہ آپ بہت کثرت سے طواف کرتے تھے۔گنتی کا شمار ہی نہیں۔

طواف وداع: یہ طواف بیت اللہ شریف سے رخصت ہوتے وقت اور مکہ مکرمہ چھوڑتے وقت کیا جاتا ہے۔الوداعی نذرانہ عقیدت پیش کیے بغیر حاجی کا مکہ مکرمہ سے چلے آنا بڑی بدنصیبی اور محرومی ہے ۔پھر زندگی وفا کرے یا نہ کرے آنا نصیب ہو یا نہ ہو گریہ وزاری سے دعا مانگتے ہوئے الوداع ہونا چاہیے۔

مکرم ایڈیٹر صاحب الفضل آن لائن لندن

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید کہ آںمکرم بخیر و عافیت ہوں گے۔ان دنوں الفضل آن لائن لندن میں اسلامی اصطلاحات کا بڑی خوبی سے تذکرہ چل رہا ہے۔’اسلامی اصطلاحات حج وعمرہ از روئے قرآن و حدیث‘ قارئین کے علم میں اضافہ کے لئے لیے مختصر مضمون ارسال ہے مناسب خیال فرمائیں تو الفضل میں جگہ دیں۔ممنون ہوں گا۔

قدسیہ نور والا۔ ناروے

شدید مہنگائی کے دور میں قیمتی انسانی جانوں کا قتل سب سے سستا اور
اللہ تعالیٰ کے دربار میں اس کی سزا سخت

آج کا دور بھی عجیب ہے، ایک طرف ایسی ہوشربا مہنگائی کہ غریب جو تین وقت آرام سے روٹی کھا کر رات کو سوتا تھا، وہ دو وقت کا کھانے پر مجبور ہوگیا ہے، جو دو وقت کھاتا تھا اس کی خوراک ایک وقت تک محدود ہو کے رہ گئی ہے۔ باقی آپ خود سمجھ لیں جو ایک وقت کھا کر گزارا کرتا تھا وہ فاقہ کرنے پر مجبور ہوگیا ہے۔ لیکن پاکستان جیسا بدقسمت ملک بھی دنیا میں کہیں نہیں پایا جاتا جہاں شدت پسند اور بنیاد پرست مولویوں کا ٹولہ عوام کو جنت میں جانے کا جھوٹا لالچ دے کر معصوم لوگوں کی جان لینے کے لئے اُکساتا پھر رہا ہے، گویا ریکارڈ مہنگائی کے اس دور میں انسانی جان کی قیمت ریکارڈ کم ہو کر زیرو پر آ گئی ہے۔ یا اس طرح کہنا زیادہ بہتر ہوگا کہ اللہ تعالیٰ کی تخلیق کردہ انتہائی قیمتی اور گرانقدر انسانی جان سب سے سستی ہو کے رہ گئی ہے۔ کسی کے گھر، دکان یا آفس میں گھس کر فائر کر کے اللہ کا بندہ ہلاک کر دینا گاجر مولی کاٹنے سے بھی بے وقعت ہو کے رہ گیا ہے۔مولویوں کا کام تو قرآن کریم کی حسین تعلیم کو لوگوں کے دلوں میں جاگزیں کر کے ان کو سچا مسلمان بنانا ہے، لیکن اس کے برعکس انہوں نے نا صرف خود قرآنی تعلیمات کو اپنی پیٹھوں کے پیچھے پھینک دیا ہے بلکہ عوام کو بھی اس سے روکتے ہیں۔ ان کو کیا پتہ اللہ تعالیٰ نے ایک مومن کو قتل کرنے کی کیا سزا اپنی شریعت میں رقم کر رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۃ النساء کی آیت 94 میں فرماتا ہے : ترجمہ: اور جو شخص کسی مومن کو دانستہ قتل کر دے تو اس کی سزا جہنم ہو گی۔ وہ اس میں دیر تک رہتا چلا جائے اور اللہ اس سے ناراض ہو گا اور اسے اپنی جناب سے دور کر دے گا اور اس کے لئے بہت بڑا عذاب تیار کرے گا۔

آج ایک اور قیمتی جان سستی ہو کے اللہ اور اس کی جماعت کی خاطر قربان ہوگئی۔ بہت دکھ اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے کہ اپنے گھر کا چشم و چراغ، جماعت احمدیہ کا بے لوث مرد مجاہد اور سپوت ایک اور احمدی خادم مکرم کامران احمد ولد نصیر احمد صاحب آف سیٹھی ٹاؤن جو کہ انڈسٹریل اسٹیٹ کوہاٹ روڈ پشاور میں کام کرتے تھے، ان کو فیکٹری میں نامعلوم شخص نے فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡن۔

یہ ہے وہ آزاد اسلامی جمہوریہ پاکستان جس کو سیکولر اسٹیٹ بنانے کا خواب قائد اعظم نے اپنے ہم وطنوں کو دکھایا تھا۔ اور اب ان ملاؤں کی ایما پر جہاں اس قدر آزادی ہے کہ ہر متعصب شخص کی تربیت ہی ایسے ماحول میں ہوتی ہے کہ جب جی چاہے، اسلحہ لے اور کسی بھی فرقے کے انسان کو چاہے وہ کلمہ گو مسلمان ہی کیوں نہ ہو اسے گولی مار دے اللہ کے نام پہ، اور یہ سلوک خاص طور پر اپنے ملک کے خیر خواہ اور مخلص احمدیوں کے ساتھ روا رکھا جاتا ہے۔ اللہ ہی کے نام لیوا کو جان سے مارنا کہاں کی انصاف پسندی ہے۔ اس ملک کو مدینہ کی ریاست کا بے پر کا خواب دکھانے والے حکمرانوں کے ہاں ایسے قاتل کی کوئی سزا نہیں؟۔ اب تک سینکڑوں احمدی مسلمان، جنہیں مسلمان کہنا بھی جرم بنا دیا گیا ہے تو پھر ایسوں کو قتل کرنا بھی آئین کی رو سے حلال قرار دے کے انسانی جان کو تعصب کے سپرد کر کے یہ ملک اللہ کے نبی ﷺ کی کون سی سنت پوری کر رہا ہے یا کون سے قرآن پہ عمل کر رہا ہے۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ اس پر تو ہزار دفعہ افسوس بھی کم پڑ جائے گا۔

1974ء میں جو جھوٹا سیاسی فیصلہ کر کے جس کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں تھا آئین بنایا گیا۔ تو مذہب کی آڑ میں اس وقت کی اسمبلی اور نام نہاد وزیر اعظم نے نفرت، تعصب، فرقہ واریت، اور اسلام کی سراسر غلط تصویر دکھا کر وہ بیج بویا جو اب ایک درخت بن چکا ہے۔ اس آئین نے اسلام کو مزید ٹکڑے ٹکڑے کر کے ملک میں نفرت اور خوف کی فضا قائم کر دی ہے۔ ہر فرقہ دوسرے کو کافر کہتا ہے۔ حیرت ہے کہ بائیس کروڑ کی آبادی والے مسلمان ملک میں نوے ہزار مدارس اور کروڑوں شدت پسند مولوی ہونے کے باوجود دنیا کا کونسا غلیظ کام ہے جو اس اسلامی معاشرے میں نہیں ہو رہا جس کو قرآن منع کرتا ہو۔ افسوس اس بات کا ہے کہ قرآن پاک کے سات سو احکام ہیں جن میں سے ایک پر بھی عمل نہیں ہو رہا یعنی جن سے روکا جاتا ہے وہی کئے جا رہے ہیں۔ اور جن کو کرنے کا حکم دیا جاتا ان سے چشم پوشی کی جاتی ہے بلکہ بہت دور پھینک دیا جاتا ہے۔ کیا ایسا ہوتا ہے اسلامی معاشرہ۔ ؟رسول اللہ ﷺ کے دور حکومت میں تو ہر یہودی ، عیسائی اور مشرک کی جان و مال کی حفاظت رسول اللہ ﷺ کے ذمے تھی۔ یہ کیسا اسلامی ملک ہے جہاں رشوت، چور بازاری، مافیا گردی، زنا، شراب، جعلسازی، اقربا پروری، مفاد پرستی، لوٹ کھسوٹ، اور ظلم و ناانصافی سب حلال ہے لیکن کسی انسان کے جان و مال کی حفاظت کرنا ریاست کا کام ہی نہیں ہے۔

کوئی مذہب ہی نہیں لیکن کاغذی اور ہوائی فتنہ بنا کے نفرت پھیلا دی گئی ہے تا کہ اپنے غلیظ مقاصد کے لیئے استعمال کیا جاسکے۔ جبکہ سچے مہدی و مسیح علیہ اسلام کے پیروکاروں کو انکی بات سنے بغیر، بغیر کسی تحقیق اور دلیل کے محض سیاست اور دنیاداری کے لئے ان کلمہ گو مسلمانوں کو کافر، مرتد، اور دائرہ اسلام سے خارج قرار دے کے کھلے عام نفرت، ناانصافی اور قتل کی اجازت دینا کون سا اسلام ہے بلکہ اس ہوائی نام اور کاغذی کارڈ کو ہمیشہ اپنے جھوٹے مقاصد کے لیئے استعمال کرنا اور ایک پر امن اور شریف جماعت کو تختۂ مشق بنانا کہاں کا اسلام ہے ؟

ظاہر ہے سب سمجھتے ہیں کہ احمدی کا ایمان اور انکی تعلیم سچی ہے۔ یہ زندہ لوگ ہیں۔ یہ سچے اسلام پہ عمل کرتے ہیں۔ یہ سڑکوں پہ اپنے عزیزوں کے جنازے رکھ کے حکومت سے انصاف نہیں مانگتے بلکہ صبر اور دعا سے اللہ سے مدد مانگتے ہیں۔ یہ اصل میں قرآن پاک اور رسول اللہ ﷺ کی سنت اور حدیث کے مطابق چلنے والے سچے مسلمان ہیں۔ یہ رشوت، جعلسازی کرپشن، ظلم، جھوٹ، ناانصافی اور قتل و غارت سے دور لوگ ہیں۔ اور اس معاشرہ میں جتنی بھی غلاظت، بے حیائی، اور بدامنی ہے احمدی ان سے کوسوں دور ہے۔ لیکن پھر بھی انکے خلاف جھوٹا پراپیگنڈہ کر کے اپنے ذاتی اور سیاسی مفاد کے لیئے ایک ایک کر کے انکا قتل کرنا ایک مسلمان کی تعلیم ہے ہی نہیں۔ کیا ایسے یہ لوگ احمدیت کو پھیلنے سے روک سکتے ہیں؟ جو خدا کی قسم ایک الٰہی جماعت ہے، جو خدا سے محبت کرتی ہے اور خدا اس سے۔ اور جس کا خدا نے بیج بویا۔ اور خدا نے اپنے وعدے کے مطابق اسے ساری دنیا میں پھیلا دیا۔ اور پھیلا رہا ہے۔ اور قیامت تک پھیلاتا رہے گا۔ ان شاء اللہ

اے پاکستان کے باسیو! یاد رکھو! جس معاشرے میں انسانی قیمتی جان سب سے سستی ہوجائے۔ جہاں ظلم اور ناانصافی بڑھ جائے۔ جہاں اللہ کا نام لے کے اللہ کے بندوں پے ظلم کیا جائے۔ جہاں ریاست اور قانون بھی ایسے ظلم پہ ایک لفظ نہ بولے۔ تو پھر ایسے معاشرے کو ہلاک ہونے کے لیئے اللہ سے کوئی نہیں بچا سکتا پھر اللہ کا عذاب ہر طرف سے ایسے معاشرے کو تباہ کرتا چلا جاتا ہے۔ اور جب تک یہ جھوٹا غیر منصفانہ آئین موجود ہے پاکستان اس اجتماعی گناہ کے نتیجے میں تباہی کے گڑھے میں گرتا چلا جائے گا اور اللہ کی لعنتیں اور اللہ کا عذاب مہنگائی، بدامنی، ناانصافی، بے غیرتی، اور ظلم کی صورت میں اس قوم پر آتا ہی رہے گا۔

اپنے رب کو راضی کرلو۔ اس سے پہلے کہ بہت دیر ہوجائے۔ اللہ ان پر رحم فرمائے اور ان کو صراط مستقیم دیکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

قارئین کی طرف سے بذریعہ الفضل حضور انور کو مبارکباد

- مکرمہ بشریٰ نذیر آفتاب، سسکاٹون۔کینیڈا سے تحریر کرتی ہیں:

روزنامہ الفضل آن لائن کے 18نومبر 2021ء کے شمارے میں حضرت مسیح پاک علیہ الصلوۃ و السلام کے بابرکت خاندان میں شادی کی پُر مسرت تقریب کے کامیاب و کامران انعقاد کی خبر پڑھ کر دل باغ باغ ہوگیا اور خدا تعالیٰ کی حمد سے بھی بھر گیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ساری دعائیں اس جوڑے کے حق میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین

خاکسار اپنے سارے خاندان کی طرف سے اپنے پیارے آقا سیدنا و امامنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت سیّدہ آپا جان مد ظلھا العالی کی خدمت اقدس میں آپ کے نواسے کی شادی پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک صد مبارک پیش کرتی ہے اور اسی طرح سے دولہا دلہن کے والدین کی خدمت میں دونوں خاندانوں کے بابرکت و کامیاب ملاپ اور شادی کی پُرمسرت تقریب پر دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتی ہے۔ خاکسار مسیح پاک علیہ السلام کے خاندان کے اس نو بیاہتا شادی شدہ جوڑے کی خدمت میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے یہ دعائیہ اشعار پیش کرتی ہے۔

اہلِ وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اِک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

- مکرمہ درثمین احمد۔جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

18نومبر 2021ء کے شمارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ و السلام کے بابرکت خاندان میں شادی کی پُرمسرت تقریب کے انعقاد کی خبر پڑھ کر دل مسرت سے اور خدا تعالیٰ کی حمد و ثنا سے لبریز ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضور انور کی ساری دعائیں اس نوبیاہتا جوڑے کے حق میں قبول ومنظور فرمائے۔ آمین۔

خاکسار اپنے سارے خاندان کی جانب سے پیارے آقا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز، حضرت سیدہ آپا جان مد ظلھا العالی کی خدمت اقدس میں آپ کے نواسے کی شادی پر دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتی ہے اور اسی طرح نو بیاہتا جوڑے کے والدین اور عزیز و اقارب کی خدمت میں تہنیتی پیغام ارسال کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا کی تمام حسنات سے نوازے، ہمیشہ اپنے فضلوں کے سایہ تلے رکھے۔ آمین

اہلِ وقار ہوویں فخر دیار ہوویں
حق پر نثار ہوویں مولیٰ کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں اِک سے ہزار ہوویں
یہ روز کر مبارک سُبْحَانَ مَنْ یَّرَانِی

- مکرمہ مبارکہ شاہین۔جرمنی سے تحریر کرتی ہیں:

آج کے الفضل میں پیارے آقا ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے نواسے کی شادی خانہ آبادی کی پُرمسرت تقریب کی خبر پڑھی، دل باغ باغ ہوگیا۔ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ بہت مبارک فرمائے، خوشیوں بھری زندگی ملے، نیک نسلیں تاقیامت چلیں۔ پیارے آقا ایدہ اللہ ، سیدہ آپا جان، دولہا، دلہن کے والدین، سب عزیز و اقارب کو یہ شادی بہت بہت مبارک ہو،

اک سے ہزار ہوویں، مولا کے یار ہوویں
بابرگ و بار ہوویں، حق پر نثار ہوویں

اللہ تعالیٰ انہیں دین و دنیا کی حسنات سے نوازے، ہمیشہ اپنے فضلوں کے سایہ تلے رکھے۔ ہمارے بچوں کی بھی قسمتیں نیک کرے، اپنے فضلوں سے نوازے آمین۔

الفضل کے حوالہ سے ایک تبصرہ

- مکرم شیخ مجاہد شاستری آف قادیان نے بتایا کہ

روزنامہ الفضل روز بروز خوبصورت سے خوبصورت ہوتا جا رہا ہے۔ یہ خوبصورتی ظاہری طور پر بھی بڑھ رہی ہے اور مضامین میں تنوع کے حوالے سے بھی اس کی چمک میں اضافہ ہو رہا ہے۔ قارئین کے شعور میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اداریہ کے عنوان کے لئے آپ حضرت مسیح موعودؑ یا حضرت خلیفۃ المسیح کے اقتباسات میں سے کسی ایک ایسے فقرہ کا چناؤ کرتے ہیں جس کی طرف بالعموم توجہ نہیں ہوتی۔ ہم اسے پڑھتے ہیں مگر اتنی تفصیل سے مضمون اُجاگر نہیں ہو رہا ہوتا۔ جتنا آپ کر دیتے ہیں جو دلوں میں اُتر کر روحانی ماحول پیدا کر دیتا ہے۔

چھوٹی مگر سبق آموز بات

گھروں میں ذکر الٰہی

مسلم کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا، وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر ہوتا ہے اور وہ گھر جن میں خدا تعالیٰ کا ذکر نہیں ہوتا ان کی مثال زندہ اور مردہ کی طرح ہے۔

(حدیقۃ الصالحین)

مرسلہ: محمد عمر تیماپوری، انڈیا

04دسمبر2021ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		05:23	17:38
مدینہ منورہ	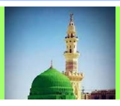	05:28	17:33
قادیان		05:47	17:24
ربوہ		05:26	17:04
اسلام آباد ٹلفورڈ		06:20	15:57